

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Saturday, November 01, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at one minute after eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحيم

سبح لله ما فى السموت وما فى الارض- وهو العزيز الحكيم

يا ايها الذين امنوا لم تقولون مالا تفعلون

كبر مقتا عند الله ان تقولوا مالا تفعلون

ترجمہ: شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب خدا کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے۔ خدا اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

OATH TAKING BY THE SENATOR MR SADAQAT ALI KHAN JATOI

جناب چیئرمین، ایک منٹ جی صداقت علی خان جتوئی صاحب، آپ ادھر حلف

برداری کے لئے تشریف لے آئیں۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Saturday, November 01, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at one minute after eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحيم

سبح لله ما فى السموت وما فى الارض- وهو العزيز الحكيم

يا ايها الذين امنوا لم تقولون مالا تفعلون

كبر مقتا عند الله ان تقولوا مالا تفعلون

ترجمہ: شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب خدا کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے۔ خدا اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

OATH TAKING BY THE SENATOR MR SADAQAT ALI KHAN JATOI

جناب چیئرمین، ایک منٹ جی صداقت علی خان جتوئی صاحب، آپ ادھر حلف

برداری کے لئے تشریف لے آئیں۔

(اس موقع پر سینئر صداقت علی خان جنونی صاحب نے حلف اٹھایا)

جناب چیئرمین، ایک منٹ جی، میں ذرا پینل آف پریذائیڈنگ آفیسرز

announce کر دوں۔

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

Mr. Chairman: In exercise of powers conferred by Rule 14 of Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, I nominate the following Senators in order of precedence to form a Panel of Presiding Officers for the 81st Session of the Senate of Pakistan:

1. Senator Muhammad Anwar Bhinder
2. Senator Syed Masud Kausar
3. Senator Mir Zafarullah Khan Jamali

CONDOLENCE RESOLUTION AND FATEHA

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: I seek your permission to move condolence resolution on the sad demise of Mr. Ejaz Ali Khan Jatoi.

"This House expresses its deep sorrow and grief over the sad demise of Senator Ejaz Ali Khan Jatoi. Mr. Ejaz Ali Khan Jatoi was a renowned politician. He had the distinction of having been elected to the Senate twice, in 1988 and now in 1997. Mr. Ejaz Ali Khan Jatoi played a leading role in the restoration of human rights and supremacy of democracy. He discharged his responsibilities with sincerity, dignity and commitment. His services for the people and the country will be long remembered. We pray to Almighty Allah to shower His infinite blessings on the departed soul. May he rest in eternal peace." A copy of this resolution

may be sent to the bereaved family and we may also offer Fatiha for the departed soul.

Mr. Chairman: So I take it that resolution has the support of the House.

(اس موقع پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب حبیب جالب بلوچ۔ جناب والا! سینئر طاہر بزنجو کے والد محترم کی وفات پر میں چاہ رہا تھا کہ اس پر بھی تعزیت کی جائے۔
جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے فاتحہ کر لیں۔
(دوبارہ فاتحہ خوانی کی گئی)

POINT OF ORDER

Re: ADJOURNING THE HOUSE AS A TRADITION DUE TO A SAD

DEMISE OF A SITTING SENATOR

میاں رضا ربانی۔ جناب والا! اس ہاؤس کی یہ روایت شروع سے رہی ہے کہ جب sitting Senator کی وفات ہوتی ہے تو اگلی ہاؤس کی جو بھی sitting رہی ہے تو ہاؤس نے کوئی بھی business transact نہیں کیا اور سینئر اہجاز جتوئی صاحب دو وفد اس ہاؤس کے اعتراف میں ہاؤس کو adjourn کیا گیا ہے۔ سینئر اہجاز جتوئی صاحب دو وفد اس ہاؤس کے ممبر رہے ہیں۔ جب ان کی وفات ہوتی ہے تو وہ ہاؤس کے sitting ممبر تھے۔ اس وقت کوئی ایسا کام نہیں ہے کہ اس پرانی روایت کو ختم کیا جائے۔ ویسے بھی پارلیمنٹ کی جو طے شدہ روایات ہیں ان سے ہٹنا کوئی اچھی بات نہیں ہے اور بالخصوص ایسے مسئلے میں جہاں پر ایک sitting Senator کی death ہوتی ہو تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اس tradition کو مد نظر رکھتے ہوئے آج ہاؤس کو adjourn کیا جائے اور Monday کو پھر اس کو summon کر لیں اور جو بھی business ہے اس کو Monday کو transact کر لیں۔

جناب چیئرمین۔ جی راجہ ظفر الحق صاحب آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین! یہ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ایک انتہائی قابل اور متحرک اور تجربہ کار سیاستدان اور اس ہاؤس کے رکن کا انتقال ہوا۔ جس کا سارے ہاؤس کو افسوس ہے۔ لیکن یہ بھی باعث اطمینان ہے کہ جب ہاؤس پہلے دن ہی meet کر رہا ہے۔ تو ان کے جھوٹے بھائی نے اس ہاؤس کے رکن کے طور پر حلف بھی اٹھایا ہے۔ اور یہ درست ہے کہ اس سے پہلے یہ tradition رہی ہے کہ ہاؤس کو adjourn کیا جاتا تھا لیکن وہ ایک normal routine میں ہوتے تھے۔ اب یہ ہاؤس جن حالات میں assemble ہوا ہے۔ وہ سیکشن قسم کے حالات ہیں اور اس سلسلے میں ان کے خاندان سے زیادہ میرے خیال میں کوئی متاثر نہیں ہوا لیکن یہ سب کی خواہش ہے کہ اسے افسوس اور فاتحہ کے بعد جاری رکھا جائے تاکہ جو ضروری business ہے وہ مکمل کیا جاسکے۔

جناب چیئرمین۔ جی اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ جناب اعجاز علی خان جتوئی ایک عام سینئر نہیں تھے۔ مجھے دکھ ہے کہ ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس نے اس اہم روایت کو نظر انداز کرنے کی جانب اپنا اہتمام خیال کیا ہے۔ جناب چیئرمین! اعجاز جتوئی نہ صرف سینٹ کے دو دفعہ رکن بلکہ اس کے علاوہ وہ ایک سیاسی شخصیت تھی۔ ان کا عوامی جدوجہد میں جو کردار رہا ہے مجھے فخر ہے کہ وہ ہمارے جدوجہد کے ساتھی تھے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ مسلم لیگ کے اور treasury benches پر بیٹھتے تھے۔ لیکن وہ نہ صرف اس بنا پر کہ وہ treasury benches پر بیٹھتے تھے۔ ان کی جمہوریت اور اس کے Rule کے لئے جو قربانیاں ہیں میں اس کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ انہوں نے مارشل لاء کے دور میں بے پناہ جدوجہد کی۔ اور ہمارے جیلوں کے ساتھی رہے ہیں۔ مارشل لاء کے بعد بھی انہوں نے جمہوریت اور جمہوری اداروں اور مظلوم طبقوں کے لئے جو جدوجہد کی وہ ناقابل فراموش ہے۔ یہ بہت بڑا سامعہ ہوگا کہ ان کی وفات پر اور بے وقت وفات پر ناگہانی وفات پر ہم اس ہاؤس کے ایک دن کی بھی اتنی کارروائی کو مہمل نہیں کر سکتے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بے حس ہیں اپنے ساتھیوں کے جانے پر ہمیں کوئی قلعہ کوئی غم نہیں ہے۔ کوئی احترام نہیں ہے۔ کوئی عزت نہیں کرتے۔ یہ بڑی افسوسناک روایت ہوگی۔ جناب چیئرمین! میں اپیل کروں گا لیڈر

آف دی ہاؤس سے کہ برائے مہربانی اس مسئلے پر آپ نظر ثانی کریں یہ بل برسوں بھی پاس ہو سکتا ہے۔ اور نج صاحبان آج بھی حلف لے سکتے ہیں حلف تو نوٹیفکیشن کے اجراء کے بعد ہو سکتا ہے۔ جموں کی تقرری کا انحصار اس بل کے پاس ہونے پر نہیں ہے۔ نوٹیفکیشن کے اوپر ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ یہ روایت جاری رہے۔

میاں رضا ربانی - جناب چیئرمین! میں راہ صاحب کے ساتھ نہایت ادب و احترام کے ساتھ یہ بل جو ہے یہ کوئی ایسے special circumstances کی بات نہیں ہے۔ چونکہ حکومت نے ۲۱ مارچ کو جو نوٹیفکیشن کیا تھا مجز کی تعداد کو کم کرنے کا ۲۱ اگست کو جو نوٹیفکیشن ہوا تھا ۱۴ ستمبر کو حکومت نے withdraw کر لیا ہے۔ ابھی مجز کی تعداد سوڈ plus چیف جسٹس سترہ موجود ہے۔ اور نوٹیفکیشن کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ یہ تو ایک formalization ہے کہ جی مجز کی تعداد سترہ پارلیمنٹ کر رہی ہے۔ نیشنل اسمبلی نے کل اس بل کو پاس کر دیا ہے۔ سینٹ اس کو سوموار کو پاس کر دے گی۔ تو یہ کوئی ایسی urgent business نہیں ہے اور یہ ایک نہایت ہی اہم روایت ہے اس ہاؤس کی اس ہاؤس کا ایک sitting member جو ہے اگر اس کی وفات ہو چاہے حکومتی ممبر سے تعلق ہو یا اپوزیشن سے تعلق ہو یا آزاد ممبر سے تعلق ہو یہ پارلیمنٹ کی روایت ہے اور پارلیمنٹ کی روایتوں کو اس ٹائپ کی non controversial روایتوں کو اتنی آسانی کے ساتھ brush aside نہیں کیا جاسکتا۔

جناب چیئرمین - جی جناب ظفر اللہ جمالی صاحب۔

میر ظفر اللہ خان جمالی - شکریہ جناب چیئرمین! جناب اعجاز جتوئی کو خدا بخشنے اس کا دکھ کس کو نہیں ہوا۔ سب سے زیادہ متاثرین میں سے ان کے والد ان کے بھائی ان کا خاندان اور ہم لوگ ہماری برادری ہے ان کے ساتھ دوستی ہے سگت ہے خوش آئند بات یہ ہے کہ آج اپوزیشن سے بھی ان کی جمہوری خدمات اور جمہوری تقاضوں کی بھرپور حمایت کی جارہی ہے کہ واقعی وہ جمہوریت کے لئے لڑتے رہے اور اپنی زندگی وقف کر دی میں سمجھتا ہوں سب سے بڑا Tribute آج اعجاز جتوئی صاحب کو یہی ہو گا کہ جس جمہوریت کے لئے جس پارلیمنٹ کی بلا دستی کے لئے جن اداروں کے لئے وہ لڑتے رہے بھگتتے رہے مقید ہوتے رہے میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا tribute ان کو یہی ہو گا کہ جو ہم کہیں کہ وہ ایک روایت کے لئے

ایک سسٹم کے لئے کام کرتے رہے۔ اسی کی continuity جو ہے میرے اندازے کے مطابق سب سے بڑا Tribute اس کو یہی ہو گا تو میری آپ سے گزارش یہی ہو گی کہ اس تقدس کو برقرار رکھتے ہوئے اس trivial matter میں نہ پڑیں کہ جناب مجھوں کا بل آج پاس ہونا ہے یا Monday کو پاس ہونا ہے یہ ایک طے شدہ معاملہ ہے I think that issue is over that is no more an issue جہاں تک جمہوری تقاضوں کا تعلق ہے ان کی خدمات کا تعلق ہے میں گزارش کروں گا کہ سب سے بڑا Tribute اس کے لئے یہی ہو گا۔ شکریہ جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین - جی جناب ڈاکٹر حنی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ - شکریہ جناب چیئرمین! میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ یہ

ایک اچھی روایت ہے مثبت روایت ہے اس معزز ایوان کی جو کسی بھی ایک Sitting Senator کے اس دنیا سے رحلت فرمانے پر اگر اس دن کی sitting postpone کی جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بڑی بات نہیں ہے اچھی اور مثبت روایت ہے ویسے بھی ایک سیاسی کارکن میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے اندر پوری قوم کا سرمایہ ہے وہ کسی بھی پارٹی، کسی بھی جماعت، کسی بھی پلیٹ فارم۔

(interruption)

جناب چیئرمین - میں ایک تجویز یہ کرتا ہوں کہ اگر آپ کو منظور ہو تو نارملی ہم Monday کو meet کرتے ہیں تو Monday کا دن ہم بچھی کریں گے اعجاز جتوئی صاحب کے افسوس میں، تو اگر آپ لوگوں کو منظور ہو تو Monday کو میرے خیال میں we should have a day off in memory of the late senator یہ میری تجویز ہے بہر حال آپس میں مشورہ کر لیں۔

سید اقبال حیدر - Sunday تک اجلاس اگر ختم ہو جائے تو۔۔

جناب چیئرمین - نہیں، نہیں، ابھی چلے گا کم از کم اگلے ہفتے تک تو چلے گا ناں جی صداقت جتوئی صاحب۔

جناب صداقت علی خان جتوئی - جناب میں اپنے دوستوں کا نہایت ہی شکر گزار

ہوں ایوزیشن کا اور پارٹی کا کہ انہوں نے اس طرح کہا لیکن جناب یہ پارلیمنٹ کی جو کارروائی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو جاری رکھیں جناب۔

جناب چیئرمین - میرے خیال میں بہترین Tribute یہی ہے لیکن یہ تجویز آپ غور کر لیں Monday والی جی جناب حسین شاہ راشدی صاحب۔
(مداخلت)

جناب چیئرمین - دیکھیں جی آئندہ کیا ہو گا یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ کرے آپ سب سلامت رہیں ضرورت ہی نہ پیش آئے، اللہ آپ سب کو سلامتی دے، لمبی عمر عطا کرے ایسی صورت حال ہی پیش نہ آئے، جی جناب حسین شاہ راشدی صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی - جناب چیئرمین! جو تحریک جناب رضا ربانی صاحب نے پیش کی ہے جس پر جناب اقبال حیدر صاحب نے اپنی رائے کا اظہار کیا میں اس سے بالکل متفق ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ ایک یہ دیرینہ غیر متنازعہ روایت ہے۔ اس کو قائم رکھنا بے حد ضروری ہے اور وہ اس ہاؤس کا فریضہ ہے۔ اعجاز جتوئی صاحب کے لئے اور ان کی شخصیت کے لئے محض ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا یہ تو ہمارا مذہبی فریضہ ہوا مگر وہ جو ان کی سیاسی خدمات تھیں جو ان کی سیاسی شخصیت تھی بہتر تو یہ تھا کہ آج جو یہ اجلاس ہو رہا ہے اس میں۔۔۔
(مداخلت)

جناب چیئرمین - Monday کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی - جی میں گزارش کرتا ہوں اس میں ہمیں اجازت دی جاتی بلکہ ہاؤس کو یہ کہا جاتا کہ جو محترم اعجاز جتوئی صاحب کی جو خدمات تھیں ان کے متعلق ہر پارٹی ہر سینیٹر رائے زنی کرتا تا کہ وہ تا ابد ہماری پروسیدنگز میں محفوظ ہو جائیں اور یہ بھی جو ہے ایک tribute ان کو پیش کیا جا سکتا تھا۔ صداقت جتوئی صاحب کے جو خیالات ہیں اور جو انہوں نے اظہار فرمایا ہے مجھے اتفاق ہے کہ وہ ان کے بھائی تھے مگر اعجاز جتوئی فقط صداقت علی جتوئی کے بھائی ہی نہ تھے بلکہ وہ ہم سب کے بھائی تھے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جناب اعجاز جتوئی صاحب پر ہمیں موقع دیا جائے کہ ہم اپنے جذبات کا اظہار کر سکیں۔

جناب چیئرمین - ذرا اس پر غور کر لیں کہ Monday کو we have an off day in

جناب حسین شاہ راشدی۔ میری گزارش یہ ہے کہ ایک تو 73 دن ہیجان برپا رکھنے کے بعد وہ چلتے ہیں کہ اپنا ٹک سینٹ اس کو پاس کرے۔ یہ چیز ہم پیر کو بھی پاس کر سکتے ہیں، کچھ نہیں ہو گا، انہوں نے ابھی تک کوئی جواز پیش نہیں کیا کہ یہ کیوں ضروری ہے، عموماً تو یہ اس طرح بھگے ہوئے آتے ہیں کہ یہ آج lapse ہو رہا ہے۔ اس کو آج ہی پاس کریں اور آپ ان کو ہمیشہ یہ رعایت دیتے ہیں اور وہ بلز پاس ہوتے ہیں۔ یہ تو معاملہ ختم ہو گیا۔ جس طرح رضا ربانی صاحب نے فرمایا کہ وہ نوٹیفیکیشن withdraw ہوا۔ 1973 سے مجھوں کی تعداد مقرر ہوتی آ رہی تھی۔ آج کونسا ضروری ہے کہ ہم اس بل کو پاس کریں۔ اعجاز جتوئی صاحب کے لئے ویسے ہی بیٹھ کر بھٹی کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ سے ذاتی طور پر گزارش کروں گا کہ آپ اس روایت کو برقرار رکھنے کے لئے اس موقف کی حمایت کریں۔

جناب چیئرمین۔ جی حاجی جاوید اقبال صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! یہاں پر اعجاز جتوئی کے بارے میں، یقیناً پورے ہاؤس کو ان کے مرنے سے ایک بہت بڑا نقصان ہوا ہے اور ہمیں اس بات کا دکھ ہے۔ وہ ہمارے بھائی، ساتھی اور دوست بھی تھے۔ جیسا کہ ابھی آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ نیشنل اسمبلی میں ان کے بزرگ والد، اس سلسلے میں جو آپ نے اور ہمارے قائد ایوان نے فرمایا کہ موجودہ حالات میں ہفتہ اور اتوار کو عموماً اجلاس کی بھٹی ہوتی ہے لیکن ایک خاص مقصد کے لئے بھلے پاکستان، نفاذ اسلام اور استحکام پاکستان کے لئے، مثلاً جس مقصد کے لئے آج اجلاس بلایا گیا ہے تو اس کے بھائی اور والد یہاں تشریف لا سکتے ہیں۔ جب انہوں نے اجازت دے دی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ آپ نے خود فرما دیا کہ پیر کو ہم بھٹی کریں گے تو اس لئے جو آپ کا حکم ہے ان سب کو ماننا چاہیے کیونکہ آپ چیئرمین ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی حبیب جالب صاحب۔ جناب اعتراز صاحب۔ آپ آخر میں کر لیں۔

جناب حبیب جالب بلوچ۔ جناب چیئرمین! اعجاز جتوئی صاحب نہ صرف اس سینٹ کے رکن تھے بلکہ ان کا تعلق پاکستان میں ایک صحیح قومی، جمہوری سیاست، وطن دوست سیاست

کے ساتھ تھا اور اعجاز جتوئی جو ایک بڑے تجربے کار سیاست دان تھے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی سب سے بڑی یاد منانے کا طریقہ کار یہی ہو سکتا ہے کہ ایوان آج اپنی پوری کارروائی ان کی زندگی اور ان کی جدوجہد پر صرف کرے اور اگر وقت باقی بچے تو اس میں اس بل کو بھی لایا جائے۔

جناب چیئرمین۔ جی جمیل الدین عالی۔

جناب جمیل الدین عالی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! جناب والا! یہ مسئلہ تو اس طرح سے حل ہو چکا کہ اعجاز جتوئی (مرحوم) کے لئے قرارداد پیش ہوئی۔ اس پر سرکاری بیٹجوں اور حزب اختلاف کی طرف سے مکمل اتفاق کیا گیا۔ آپ نے اور آپ کی قیادت میں ہم سب نے ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور مغفرت کی دعا کی، فاتحہ پڑھی۔ بہتر یہ ہوتا کہ ان کے لئے آپ دونوں طرف سے ان کی خدمات میں چند تقریروں کی اجازت دیتے لیکن اس کا مطالبہ نہیں ہوا۔ حالات کے پیش نظر ضروری نہیں سمجھا۔ میں سمجھتا ہوں وہ بات تو الگ ہے۔ خود اس کے بھائی نے اجازت دی ہے۔ بھائی سے زیادہ چاہنے والا کون ہو گا۔

جناب چیئرمین۔ خود ان کے بھائی اور والد نے کل وہاں اجلاس میں شرکت کی ہے۔

جناب جمیل الدین عالی۔ اس سے قطعہ نظر کہ یہ آج کا بل کوئی بہت اہم بل ہے یا نہیں ہے، کوئی امر مرضی تو نہیں ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! جو آپ نے تجویز فرمائی۔ اس کو بھی شامل کرتے ہوئے بڑے ادب کے ساتھ میں اس سے اس اصول کی بناء پر اختلاف کروں گا کہ جیسے روایات کا حوالہ دیا گیا۔ تمام روایات جناب چیئرمین! تمام عمر کے لئے نہیں ہوا کرتیں، یہ سینٹ نئی منتخب ہو کر آئی ہے، بہت سی روایات اچھی ہوتی ہیں، بہت سی روایات اچھی رہ کر بھی فرسودہ ہو جاتی ہیں۔ تو اس روایت کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اصرار نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔ جناب چیئرمین! بنیادی بات یہ ہے کہ آپ کا ہاؤس، آپ کا ایوان ہے کس لئے، آپ لوگ کس لئے منتخب ہوئے ہیں، کیا آپ کسی طالبہ دور میں جیتے ہیں کہ بڑی تعزیت پر ہم لوگ چھٹیاں کریں۔ یہ چھ روزہ بھی ہو سکتی ہیں، چالیس روز کا بھی غم ہو سکتا ہے۔ اعجاز جتوئی ہمارا دوست تھا، میرا خاص طور پر دوست تھا، میں نے اس کے لئے بہت طویل کالم بھی لکھا ہے۔ آج کی بات نہیں کر رہا، ان کی موت کے بعد بھی لکھا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے عوام آپ کو کرایہ دے کر یہاں بلاستے ہیں، آپ کا یہ ہاؤس گرم ٹھنڈا کرتے ہیں

آپ کو تنخواہ دیتے ہیں تو کیا اس لئے دیتے ہیں کہ آپ جب چاہیں اپنی مرضی سے بھٹی کر لیں۔ جناب یہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے، کوئی سانحہ نہیں ہے، ایک افسوسناک واقعہ ہے اور اس کے لئے شرع کے مطابق اور ادب قدیم کے مطابق فاتحہ پڑھ دی گئی ہے، ان کا افسوس کر دیا گیا ہے۔ رہا یہ سوال کہ آپ نے فرمایا کے پیر کو بھوڑ دیں۔ جناب والا! میں صرف یاد دلاؤں گا اور ایک دوست ملک کی بات ہے، اس کی وجہ سے آپ اگر مجھے کمیونٹ قرار دے دیں یا کچھ اور تو اس کی بھی مجھے پرواہ نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! ماؤ زے تنگ کا اشتعال ہوا تھا جو کہ چین کا باپ کہلاتا ہے، وہ چین کا سب سے بڑا رہنما تھا اور بہت سے لوگ اسے اس صدی کا ایسا کا سب سے بڑا رہنما کہتے ہیں۔ اس کے اشتعال پر چینی حکومت اور چینی عوام نے طے کیا پندرہ منٹ پورے چین میں زیادہ production ہو گا جو چیئرمین ماؤ کے مقاصد حیات اور مقاصد خدمات کے فروغ میں جانے گا۔ یعنی چینوں نے طے کیا کہ چونکہ یہ چین کی معیشت کو عظیم بنانا چاہتے تھے، چین کی عسکت چاہتے تھے، چین کو اقوام عالم میں بند کرنا چاہتے تھے اور اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہم زیادہ کام کریں، بجائے اس کے کہ وہ ان کو رونے بیٹھ جاتے اور ان کے لئے بھٹی کرتے، انہوں نے پندرہ منٹ زیادہ کام کیا۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے، آپ چاہیں تو چیک کر سکتے ہیں اور China Embassy سے معلوم کر سکتے ہیں، اخبارات سے چیک کر سکتے ہیں۔ بہر حال میں اس مہرے ایوان میں دانستہ غلط بیانی کا مرتکب نہیں ہوں گا۔ اگر مجھ سے کوئی سو ہو رہا ہے تو اللہ مجھے معاف کرے اور آپ بھی۔ تو جناب والا! میں آپ کی تجویز سے ادب اختلاف کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ تعطیل کی روایت کم سے کم تر کی جانے۔ آخر سینٹ بلٹی گئی ہے اس کے پاس کام ہے وہ کام کیوں نہیں کرتی، یہ لوگ بھٹی کیوں منانا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ صوبیدار مندوخیل صاحب۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں۔ جناب اعجاز جتوئی صاحب نے اس ملک کی جمہوریت کے لئے جو خدمات کیں، ان کے فائدہ ان نے، ان کے والد محترم نے، وہ کسی سے پوچھیدہ نہیں ہیں۔ آج ہم نے ان کے غم میں فاتحہ بھی پڑھی اور ان کے ثواب کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت بھی چاہی، سب کچھ ہو گیا۔ جتوئی صاحب

کے مچھوٹے بھائی صاحب کی حلف برداری بھی ہوئی۔ ان کے والد محترم نے نیشنل اسمبلی میں کام کیا۔ اس دن کوئی مطالبہ نہیں تھا۔ آج جتوئی صاحب کے مچھوٹے بھائی نے بھی یہ suggestion پیش کی کہ آج جس مہند کے لئے سینٹ کو بلایا گیا ہے اس پر کام ہونا چاہیئے۔ انہوں نے اجازت دی۔ ٹھیک ہے ہمارے دل میں بھی ان کے لئے بڑی عزت ہے، احترام ہے۔ سارے ہاؤس کے لئے، سارے ملک کے لئے، جتنے بھی ان کے واقف کار تھے ان کے لئے۔ بھائی اور والد محترم نے اجازت دے دی تو ہم کہاں کے لوگ ہیں کہ ہم ان کی بات نہ مانیں۔ میرے خیال میں عالی صاحب نے جو فرمایا وہ بھی ٹھیک ہے، بھائی صاحب کی میں تائید کرتا ہوں۔ میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ اس ہاؤس کو چلایا جائے۔ جناب آخری بات یہ ہے کہ حزب اختلاف کا جو مطالبہ ہے ان سے بھی میں گزارش کروں گا کہ وہ اس ہاؤس کو run کرنے دیں۔ میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر ان میں سے کوئی بھی نہ آئے تو ہم دو دن بچھی کریں گے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ ایک منٹ اب مجھے consensus چنا چل گیا ہے۔ So I-

will wind it up جی جناب صدر عباسی صاحب۔

~~ڈاکٹر صدر علی عباسی، سب شکریہ، جناب چیئرمین صاحب! محترم اعجاز جتوئی صاحب~~

کی وفات ذاتی طور پر بہت loss ہے۔ محترم کے والد 1970ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کے پیٹ فارم سے MNA منتخب ہوئے۔ چونکہ ہمارے ضلعے ایک دوسرے کے پڑوسی ضلعے ہیں اور ان کی تحصیل بالکل ہمارے لاڑکانہ ضلع کے ساتھ لگتی ہے۔ تو افسوس کا اظہار کرتے ہوئے میں پھر یہی کہوں گا کہ اس ایوان کی جو روایت رہی ہیں ہمیں ان کو قائم رکھنا چاہیئے اور یہ اسی صورت میں ٹوٹنی چاہئیں اگر کوئی ایسی بات ہو جو کہ بالکل avoid نہ کی جا سکے۔ عالی صاحب نے عین کے حوالے سے باتیں کی۔ ماؤزے تنگ صاحب کی موت کے بعد جو چینی عوام نے کیا اس کا بھی ذکر کیا لیکن میں ان کو صرف اتنا کہوں گا کہ جس پارٹی نے ان کو اس ایوان میں بھیجا ہے۔ اس پارٹی نے ابھی 10 دن پہلے سندھ اسمبلی میں زبردستی یہ resolution پاس کرایا کہ خان لیاقت علی خان صاحب کی وفات کے دن پاکستان میں بھٹی ہونی چاہیئے۔ 10 دن پہلے یہ resolution پاس کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ عین کے اندر کوئی اور روایت ہوں لیکن پاکستان کے اندر یہ روایت رہی ہیں کہ جب بھی کوئی national figure جن کا ڈے ہوتا ہے، جن کا انتقال ہوتا ہے، ہم بھٹی

کرتے ہیں۔ اس ایوان کی بھی یہ روایت رہی ہے۔ آج حکومت صرف اور صرف اپنی انا کی خاطر اس روایت کو توڑ رہی ہے۔ رائے ونڈ کی ایک انا نے ان کو آج یہاں تک پہنچایا۔ آج ان کی انا یہ ہے کہ جی نوٹیفیکیشن بعد میں ہوگا۔ پارلیمنٹ پہلے پاس کرے گی۔

جناب چیئرمین : یہ تو کوئی بری بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی : انا کی بات ہے ناں۔ سپریم کورٹ کی تعداد تو اب بھی ۱۷ ہے۔

جناب چیئرمین : وہ تو بعد میں بحث ہوگی۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی : نہیں میری بات تو سن لیں ناں۔ چونکہ میاں نواز شریف نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ میں آپ کو وجہ بتا رہا ہوں کہ یہ اجلاس کیوں متوی نہیں کرنا چاہ رہے ہیں۔ آپ جناب میری پوری بات سن لیں۔ میں ایک منٹ میں ختم کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین : ابھی بات ہوگی ناں۔ 11.30 بج گئے ہیں۔ I have already to wind it up. آج پھر آپ کچھ گرم لگ رہے ہیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی : جناب چیئرمین ! میری بات سن لیں۔ ان کی انا یہ ہے کہ آج پارلیمنٹ پہلے پاس کرے۔ نوٹیفیکیشن بعد میں ہوگا۔

جناب چیئرمین : یہ تو کوئی بری بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی : تو پھر اسے انا کا مسئلہ کیوں بنانا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین : ابھی بات ہے 'please بیٹھ جائیں۔ جی اعتراض احسن صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : جی آپ کو موقع دوں گا۔ آپ پر ایک اعتراض آیا ہے۔

چوہدری اعتراض احسن، شیخ صاحب صلی کر لیں۔

جناب چیئرمین : پلیز آفتاب صاحب آپ پہلے کر لیں۔

جناب جمیل الدین عالی : جناب چیئرمین ! مجھے بھی موقع دیں۔

جناب چیئرمین : یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر چیز پر ہر ایک بولے۔ آپ بیٹھ

جائیں۔ جی آفتاب شیخ صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ، جناب چیئرمین! آج جن حالات سے ہم گزر رہے ہیں اور ہمارا one point agenda ہے۔ یہ بات بھی صحیح ہے جو اس طرف سے کہی گئی ہے کہ روایت یہ رہی ہے کہ جب کوئی sitting Senator انتقال کر جاتا ہے تو ہم فاتحہ کے بعد ہاؤس کو متوی کر دیتے ہیں لیکن میرے ہاتھ میں یہ اخبار ہے اور اس اخبار میں پورا text ہے سپریم کورٹ کے اس فیصلے کا جو 190 کی بنیاد پر کیا گیا ہے اور جو directions صدر پاکستان کو دی گئی ہیں۔ میں صرف last کی ۵۰ لائنیں آپ کو پڑھ کر بتاؤں گا کہ صورتحال کتنی گھمبیر ہے اور اس کے علاوہ ملک میں جو کثافت پھیلی ہوئی ہے، ایک ماحول بنا ہوا ہے۔ بات تو سنو ناں۔ for God's sake permit me to say something. exchange کے متعلق آپ نے پڑھا ہوگا ۲۰۰ پوائنٹ نیچے گرا۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please no cross talk.

آفتاب شیخ صاحب مختصر کریں۔ Because these arguments you will present in the bill for discussion.

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب چیئرمین! دو منٹ۔ میں عرض کروں گا کہ اس فیصلے کے باوجود جو سپریم کورٹ نے دیا اور صدر کو کہا کہ آپ ایکشن لیں 190 کے تحت۔ یہ ناگزیر ہے کہ آج جو کچھ ہمیں کرنا ہے وہ کر کے اٹھیں۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب یاسین وٹو صاحب۔ پہلے وزیر صاحب کی بات سن لیں۔

جی وٹو صاحب۔

جناب چیئرمین، جی یاسین وٹو صاحب۔

میاں محمد یسین خان۔ وٹو، جناب چیئرمین! مجھے حزب اختلاف کے دوستوں کے جذبات کا بہت احترام ہے جو ہمارے اس فاضل دوست اعجاز علی جتوئی صاحب کے لئے رکھتے ہیں اور ہم سب کو اس بات کا غم ہے سب کو اس بات کا دکھ ہے۔ ان کی جواں سال موت پر اور ان

کی جو خصوصیات تھیں ہم بطور دوست ان ساری چیزوں کو جانتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کے لئے خصوصی احترام رکھتے ہیں میں ان کے ان جذبات کی توقیر کرتا ہوں لیکن کیا ان کی وفات پر ایوان کا کام متوی کیا جائے۔ یہی آخری صورت حال ہے اور اس کے سوا کوئی چیز نہیں ہے۔ میں روایت کے بارے میں عرض کرتا ہوں۔ کہ روایت کا بہت ذکر کیا گیا۔ قومی اسمبلی میں بھی ایک وقت میں یہی روایت تھی کہ جب کوئی سٹینگ ممبر فوت ہو جاتا تھا پھر ہاؤس باقی کام adjourn کر دیتا تھا اس دن کے لئے۔ لیکن اب کئی سالوں سے اسی ایوان میں 'قومی اسمبلی کے ایوان میں یہ روایت ہے کہ موتی کے لئے قرارداد پاس ہوتی ہے یا فاتحہ خوانی ہوتی ہے یا ان کا ذکر ہوتا ہے اس کے بعد ہاؤس کا کام جاری رہتا ہے۔ وہ بھی ایک روایت ہے۔ سٹینگ ممبر کے لئے بھی یہی روایت ہے اور آج سے نہیں کئی سالوں سے یہی روایت ہے۔

جناب چیئرمین : آپ اپنی بات کہہ چکے ہیں اب let the honourable member speak اور اقبال حیدر صاحب اس ایوان کی ایک روایت ہے کہ جب کوئی بول رہا ہو تو اس میں مداخلت نہیں کرتے۔

میاں محمد یسین خان وٹو : جناب چیئرمین! سارے ایوانوں کی ایک روایت یہ ہے کہ دوسرے ممبر کو یا دوسرے شخص کو جسے بولنے کا حق ہے اسے بولنے کا حق ملنا چاہیئے۔ اور اجازت دینی چاہیئے۔ یہ کہاں کی روایت ہے کہ دوسرے انسان کو بات نہ کرنے دی جائے۔ روایت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قانونی پابندی نہ ہو حسب ضرورت آپ اس کے بارے میں اختلاف کر سکتے ہیں اور پھر جناب خود جو چیز انہیں کھٹک رہی ہے جو چیز انہیں تکلیف دے رہی ہے وہ یہ ہے کہ آج یہ بل پاس نہ ہو۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آج یہ بل پاس ہو، ملک ایک خاص قسم کے حالات سے گزر رہا ہے اور اس بل کا پاس ہونا قومی مفاد میں ہے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے مولانا فضل محمد صاحب۔

حافظ فضل محمد : بسم اللہ الرحمن الرحیم 'جناب عالی' یہ انتہائی سیدھا سادہ مسئلہ ہے مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ جو ساتھی استقامت اصرار کر رہے ہیں یہ ہمارے اس محترم ساتھی مرحوم و منور اللہ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیے یہ ان کی توہین کر رہے ہیں یا ان کے احترام کے لئے سب کچھ کر رہے ہیں۔ جس شخص کی آپ توہین کرنا چاہیں تو اس کو متنازعہ

بناؤ، تو یہ کوئی متنازعہ مسئلہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، تو آپ کا اس تجویز کے بارے میں کیا خیال ہے کہ پیر کے دن
بھٹی کر لی جائے۔ پیر کے دن کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔
حافظ فضل محمد، میرا مطلب یہ ہے کہ جب ہاؤس ضرورت محسوس کر رہا ہے۔

(مداخلت)

حافظ فضل محمد، یہ کہاں کی روایت ہے جو آپ کر رہے ہیں۔ آپ روایت، روایت
کر رہے ہیں لیکن یہ کہاں کی روایت ہے کہ آپ سینٹ کی روایت کو خود تباہ کر رہے ہیں کہ
ایک ساتھی کی تقریر میں مداخلت کر رہے ہیں۔ اگر اس طرح ہو جائے تو یہاں پر کوئی تقریر نہیں
کر سکتا۔ یہ بھی تو روایت نہیں ہے جب ان کی خواہشات کے مطابق روایت ہو تو اس کے لئے
رہے ہیں جب ان کے خواہشات کے خلاف ہو تو اس کو توڑ رہے ہیں یہ مجھے سمجھ نہیں آ رہا۔
جناب عالی! سیدھا سادہ مسئلہ ہے۔ اگر ایوان واقعی اس کام کو سمجھتا ہے جیسے عالی صاحب نے
فرمایا ہے یہ حقیقت ہے کہ ایوان پر کروڑوں روپیہ ایک دن کے اجلاس پر خرچ ہوتے ہیں تو
اس قسم کی روایت کو، اگر کوئی نارمل حالات ہوں تو ٹھیک ہے اگر ایوان ضرورت سمجھے کہ
واقعتاً یہ کام ہونا چاہیئے تو پھر یہ بہتر ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ بلیدی صاحب آپ بات کریں۔

ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی، ایک پرانی روایت جب چلی آ رہی ہے تو یہ جو بل ہے
اتنا اہم نہیں ہے وہ سوموار کو بھی پاس ہو سکتا ہے۔ لہذا اگر اس کے بھائی نے اخلاقاً یہ کہا کہ
اس کی ضرورت نہیں ہے۔ چونکہ وہ اس کا بھائی ہے وہ خود نہیں کہہ سکتا کہ ہمارے بھائی کے
لئے بھٹی کریں۔ لیکن چونکہ وہ سینئر رہا ہے چونکہ وہ ایک روایت ہے۔ اس طرح اس ہاؤس کا
استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ آج کے دن بھٹی کی جائے۔ تاکہ ایک روایت
برقرار رہے۔ اس کو برقرار رکھا جائے۔ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ قیامت ٹوٹ پڑے گی اگر آج
ہم اجلاس نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین، جی اکرم شاہ صاحب آپ کیا فرما رہے ہیں۔

جناب محمد اکرم شاہ ، جناب چیئر مین ! میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے ساتھ اس ہاؤس کو جتنی صاحب کی خدمات کا اعتراف ہے۔ اور جناب چیئر مین ! ہم سب یہ کہتے ہیں کہ ان کی وفات پر ہمیں افسوس ہے اور دکھ ہے۔ لیکن جناب چیئر مین ! دکھ کا اعمار بھی ہونا چاہیئے۔ ہم سب کو اگر غم ہے تو اس کا اعمار بھی ہونا چاہیئے۔ اس کے اعمار کے لئے اس ہاؤس نے جو پہلے سے ایک روایت قائم کی ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہترین اعمار ہے شراکت غم میاں کے خاندان سے اس کے دوستوں سے اس کی پارٹی کے لوگوں سے تو ہذا میں گزارش یہ کروں گا کہ جب سب معاملات طے ہو چکے ہیں کوئی ایسا مسئلہ رہ نہیں گیا ہے تو یہ جو بل آیا ہے اس کو ہم سوموار کے دن بھی پاس کر سکتے ہیں۔ تو ہذا جو شراکت غم کا طریقہ کار اس سینٹ نے پہلے سے مقرر کیا ہوا ہے ہم اس روایت کو بھی برقرار رکھیں اور واقعی یہ ثابت کریں کہ ہمیں ان کے مرنے کا افسوس ہے اور اس طریقے سے ہم اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔

جناب چیئر مین ، جی جناب اعتراز احسن صاحب۔

چوہدری اعتراز احسن، جناب چیئر مین صاحب ! اس سے پہلے کہ آپ سوموار کے متعلق کچھ فرمائیں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں چیئر مین صاحب ! آج حسب روایت تعطیل اور کام کی مسئلہ نہ کرنا اور اس استدلال کے باعث کہ ہمیں کام کرنا چاہیئے ، سوموار کو چھٹی کرنا یہ دو متضاد باتیں ہیں یہ contradiction in terms ہیں اگر ان کے خیال میں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کا بڑا بھونڈا رویہ ہوگا کہ آج چھٹی نہ کریں اور سوموار کو کر لیں۔

جناب چیئر مین ، تجویز ہے۔

چوہدری اعتراز احسن، دیکھیں حضور پھر ہم دونوں گناہ کر رہے ہیں۔ پھر دونوں طرف سے ہم اپنے ہی استدلال کی تردید کر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اب یہ بڑا کہہ رہے ہیں کہ کام کرنا ہے کام کرنا ہے ، میں کہوں گا کہ اگر کام کرنا ہے تو پھر آپ پھر کی چھٹی نہ کریں۔ یہ آپ بالکل غلط کر رہے ہیں لیکن اگر آپ پھر کی چھٹی مانتے ہیں کہ سوموار کو چھٹی کر لیں گے تو پھر آج کریں۔ تاکہ روایت بھی برقرار رہے۔ یہ شور کر رہے ہیں کہ آج ہم نے بڑا کام کرنا ہے۔ ان کو قیمتی سے رائے وند سے حکم آتا ہے تو 70 دن یہ کام ہی نہیں کرتے۔ ایک دستخط نہیں کرتے۔ اور راولپنڈی سے حکم آتا ہے تو سب کچھ ہی کرنا چاہ رہے ہیں۔ خدا کے

واسطے یہ پارلیان کی بلادستی کی بات کرتے کرتے وزیراعظم صاحب اور ان کے رفقاء کی زبانیں تھک گئی ہونگی کہ یہ پارلیان کی بلادستی ہے ہم پارلیان کی بلادستی اور اس کی روایت کو برقرار رکھنے کے حقیقی صمبردار ہیں ان کو جب احکامات ماورائے از پارلیمنٹ ملتے ہیں پھر ان کے سر جھک جاتے ہیں۔ آج ان کو یہ حکم ہے یہ صرف انا کا مسئلہ نہیں۔ آج ان کو یہ حکم ہوا ہے کل حکم تھا کہ کل آپ نے یہ تقریر کرنی ہے اور یہ سب کچھ واپس کرنا ہے اگلے پھر جاؤ۔ آپ اگلے پھر گئے۔ آج حکم ہے کہ آپ نے یہ کام کرنا ہے اپنی روایت کو پامال کر کے کرنا ہے آج یہ وہ کام کر رہے ہیں۔ یہ حکم کے گولے ہیں، حکم کے غلام ہیں اور ایسے احکامات کی یہ پابندی کرتے ہیں جو اس ایوان کی اور پارلیمنٹ کی بلادستی کو مجروح کر رہے ہیں۔ میں آخر میں عرض کرنا چاہتا ہوں، آپ کے اس سوال پہ جناب چیئرمین! میری گزارش ہے، ہم بالکل اپنے موقف کے مطابق، ہمارے اس معاملے میں لچک نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایوان کی کچھ روایات تو باقی رہنی چاہئیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آج کارروائی نہ ہو۔ جناب محترم مرحوم اعجاز علی جتوئی صاحب کی یاد میں اور شراکت غم کی وجہ سے لیکن آج انہوں نے sense of the House اپنی majority اپنی اکثریت کے بل بوتے پر آج کارروائی کرنی ہی ہے اور سوموار کو پھینکی کرنی ہے۔ ہم سوموار کی پھینکی کے حق میں نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین۔ یہ تجویز ہے۔

چوہدری اعتراز احسن۔ جناب چیئرمین! کیونکہ یہ ان کی استدلال کے اندر ایک تضاد اور ایک ضد ہے، اپنے ہی استدلال کے ---

(interruption)

Mr. Chairman: I beg to the suggestion for you to consider.

چوہدری اعتراز احسن۔ جناب میں اس لئے عرض کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ جی۔

چوہدری اعتراز احسن۔ ہماری درخواست ہے، ہماری خواہش ہے، ہماری ان سے گزارش ہے کہ آپ اپنے رویے پر غور کریں یہ معاملہ اگر سوموار کو Monday کو لیا جاتا ہے، کوئی آسمان نہیں ٹوٹ گرے گا۔ ان کا جو عالم تھا وہ آسمان اب گرنے والا نہیں ہے۔ یہ جو پروں

ترسوں تین چار دن سے بھاگتے پھرتے تھے۔ تب آسمان ان کے سر پہ گرنے والا تھا۔ اس وقت یہ عالم تھا کہ،

غلام بھاگتے پھرتے ہیں مشعلیں لے کر

محل پہ ٹوٹنے والا ہو آسمان جیسے

اب آپ نے، آپ کی intervention نے الحمد و للہ ان کو بھی بچا لیا، الحمد و للہ اس نظام کو بھی بچا لیا۔ جناب چیئرمین! آپ چار دن پہلے آ جاتے ان کا بھی قائدہ ہوتا، کچھ نہ کچھ بہتری نکلتی لیکن اب چیئرمین صاحب! یا آج بچھٹی کریں جو روایت کے مطابق ہے ورنہ Monday والی بچھٹی ہم بالکل قبول نہیں کریں گے اور یہ غلط بات ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی جی جناب راجہ صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین! اس ایوان نے بھی ملاحظہ فرمایا اور آپ نے بھی دیکھا ہو گا کہ زیادہ زور اعجاز علی جتوئی صاحب کے غم اور افسوس کا نہیں تھا۔

جب بھی کسی صاحب نے بات کی تو اس میں پس منظر وہیں لے گئے اور میں directly کوئی accuse نہیں کرتا لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بعض لوگوں نے خراب صورت حال سے اتنی امیدیں باندھ لی تھیں کہ ان کا یہ خیال تھا کہ شاید اب بھی وہی کیفیت پیدا ہو گئی ہے جو 5 فروری کو ہو گئی تھی، 5 نومبر کو ہو گئی تھی۔ اس لئے انہیں بار بار اپنے تجربات کے لحاظ سے وہ چیز یاد آتی ہے لیکن اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ اور اتفاق سے مہینہ بھی نومبر کا ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ مہینہ بھی نومبر کا ہے۔ کوئی برائی نہیں ہے اگر اس کیفیت میں سال گزرا ہے۔ اس کیفیت میں ان کا ایک سال گزرا ہے اور اگر کوئی آدمی اس سے سبق حاصل کر لیتا ہے، کوئی تجربات حاصل ہو جاتے ہیں تو اس میں اچھائی ہے، برائی نہیں ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپنے تجربات کو باقی لوگوں کے اوپر منطبق کرنا یہ کوئی بہت مستحسن صورت نہیں ہے۔ لہذا یہ کوشش اس بات کی کہ اس بات کو نکلانے رکھا جائے یہ کوئی اچھی روایت بھی نہیں ہو گی۔ حکومت اور اپوزیشن کو ملکی معاملات میں جہاں تعاون کرنا ہوتا ہے وہ انہی معاملات پہ ہوتا ہے کہ وہ اس کیفیت سے اگر ملک نکلتا ہے تو اسے نکلانے کی کوشش کریں۔ بجائے اس کے

اس دودھ میں میگزیاں ڈالنے کی کوشش کی جائے اور یہ کہا جائے کہ فلاں طرف سے حکم آیا ہے۔ فلاں سے حکم آیا ہے۔ میں اس بات کی تردید کرتا ہوں کہ اس قسم کی insinuation سرے سے ہی غلط ہے اور میں یہ توقع ہی نہیں رکھتا تھا، میں یہ توقع نہیں رکھتا ہوں کہ اعتراف احسن صاحب جیسا ایک تجربہ کار آدمی جن کی میں بڑی قدر اور عزت کرتا ہوں وہ ذمہ دار آدمی ہے۔ میں آپ کے بارے میں بات نہیں کر رہا۔ ان کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔ ذمہ دار آدمی جو ہے وہ یہ کہے گا کہ فلاں نے یہ کہا تو یہ اس طرح کی بات نہیں ہے، ایسا نہیں ہے جو لوگ حکومت کرتے ہیں حکومت میں ہوتے ہیں، ایک دفعہ نہیں بیٹے بھی رہ چکے ہوتے ہیں۔ ان کے اپنے تجربات ہوتے ہیں اور اس کے مطابق وہ اپنی حکومت کی پالیسیاں بناتے ہیں۔ لہذا یہ فیصلہ جو کل ہوا ہے اور وزیر اعظم صاحب نے کیا ہے، کابینہ کے اجلاس میں اپنی ساری پارٹیوں سے مشورہ کر کے اور اس نتیجے پر پہنچے کہ اس کا یہ حل ہے اور ایسا کرنا چاہیے اب آپ اگر اس کو delay کر کے اس میں سے کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہوگا۔

Mr. Chairman: So, after hearing the views of the honourable Senators and particularly the views of the new Senator Mr. Sadaqat Ali Jatoti, I think, it is a consensus of the majority opinion of the House that the proceedings should continue and the best tribute to the late Senator is that we should work today. So, we proceed with the other business of the House.

MESSAGE FROM THE NATIONAL ASSEMBLY.

Mr. Chairman: Next item is a message which has been received from the National Assembly. It says that in pursuance of Rule 122 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1992, I have the honour to inform that the National Assembly has passed [The Supreme Court Number of Judges Bill, 1997], on the 31st of October, 1997 and a copy of the Bill has been transmitted to the House.

Question Hour کے بارے میں وضاحت کر دوں - نارملی ہم بیٹھتے کو کام نہیں کرتے - یعنی ہفتہ اتوار - اس لیے پلان ہی نہیں کیا گیا تھا -

(مداخلت)

Mr. Chairman: Let him move it please, I will give you an opportunity to say something.

Mian Raza Rabbani: Alright.

SUSPENSION OF QUESTION HOUR.

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: Sir, I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 the requirement of Rule 38 regarding question hour be suspended.

جناب چیئرمین - جی جناب اعتراز احسن صاحب -

چوہدری اعتراز احسن - میں تو صرف اتنا ' جناب رضا صاحب بھی اس پر گزارش کریں گے ' مجھے اس بات کا بڑا دکھ ہے کہ حکومت ہر بات ' ہر مرحلہ ' ہر وقت بس روز کو مغل ' ضوابط کار کو ' جناب معاف کیجئے گا ایک دفعہ ضوابط کار کو تمام کو مغل کر دیں -

جناب چیئرمین - اعتراز صاحب دو پر اہم آئے ہیں - I will just mention them -

to you because this is an office problem also. یہ سیشن کل ہی سمن ہوا ہے اور آج کا

دن ہم نارملی کام بھی نہیں کرتے۔ So, this is the problem.

چوہدری اعتراز احسن - میں آپ کو عرض کروں کچھ ہماری بھی اطلاعات ہیں - راجہ

صاحب جتنا بھی کہیں کہ ادھر سے حکم نہیں آتا اور ادھر سے حکم نہیں آتا - کھا ہے ان کے وزراء کے چہروں پر کہ کہاں کہاں سے حکم آتے ہیں اور کن کن کے یہ غلام بیٹھے ہیں -

جناب چیئرمین - میں سمجھا تھا کہ آپ کوئی شعر پڑھنے والے ہیں کہ "کھا ہے وزراء

کے چہروں پر" -

چوہدری اعتراز احسن - لکھا ہے ان کے چہروں پر یہ کیسا فیصلہ دیں گے۔

جناب چیئرمین۔ جی پڑھ دیں حسین شاہ راشدی صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی۔

لاؤ تو قتل نامہ ان کا ہم بھی دیکھ لیں

چوہدری اعتراز احسن - گزارش یہ ہے کہ اصل میں یہ اس ہاؤس کو کل شام چھ بجے

بلانا چاہتے تھے۔ یہ آج نہیں کل شام کو بلانا چاہتے تھے۔ آپ سے میری اس پر گفتگو بھی ہوئی تھی۔ ہمیں اطلاعات بھی ملیں کہ ایک سری جناب صدر کے پاس سے آئی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی تجویز تھی لیکن subsequently بدل گئی۔

چوہدری اعتراز احسن - جناب گزارش یہ ہے کہ یہ حکومت سیشن اور sitting نہ

بلائے۔ اگر بلائے تو اپنی اس قدر واضح نااہلی کا ثبوت نہ دے اور مجھے دکھ ہوتا ہے کہ وزیر پارلیمانی امور بیچارے وٹو صاحب کو بنا دیا گیا ہے اور ان کے ہاتھ میں نہ پارلیمانی ہے نہ امور ہیں نہ کوئی قسم ہے نہ ان کی دوات میں سیالی ہے۔ کچھ بھی ان کے پاس ہے نہیں۔ ان کو کچھ علم نہیں ہوتا۔ بزرگ ہیں، محترم ہیں، میرے بڑے بھائی ہیں۔ اچھے وکیل ہیں لیکن ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔ ان کو یہ نہیں پتہ ہوتا کہ سیشن چھ بجے آ رہا ہے یا کل صبح دس بجے آتا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا۔

جناب چیئرمین۔ نہیں یہ تو پتا تھا کہ یہ آج چھ بجے ہے یا دس بجے ہے۔

چوہدری اعتراز احسن - یہ بھی ان کو نہیں پتہ تھا "یا" کا - شاید "یا" کا بھی

پتہ نہیں تھا۔ شاید اگلے دن چھ بجے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں اتنا پتہ تھا۔

چوہدری اعتراز احسن - اب اگر اتنا پتہ تھا تو یہ اتنا سا ہوم ورک ان کی وزارت کر

لیتی - یہ اب 87 ممبران ہیں - بدقسمتی سے 86 ہیں اس ہاؤس میں ایک کو آپ نے آنے نہیں دیا۔ بہر حال اب وہ 86 ممبران کا ایک استحقاق ہے - یہ ان کا ایسا نہیں ہے جو ایک دم جی مظل کریں، روز مظل ہو گئے۔ لوگوں کا استحقاق ہے لوگ سوال سمجھتے ہیں۔ وزارتوں کا بل لازم

ہے وہ ان کا جواب دیتی ہیں۔ آج وزراء کی بڑی کنفیوژڈ شکلیں ہیں۔ ایک طرف سے ان کو نجات مل گئی ہے Question Hour سے۔ دوسری طرف سے ان کی وقت ہو گئی احکامات کی بنیاد پر۔ خبر نہیں یہ کیوں ہم سے ہر وقت ہر موقع پر رولز اور ضوابط کارمطل کرواتے رستے ہیں۔ میری گزارش ہو گی جناب چیئرمین! ایک مرتبہ ضوابط کار کی جو کتاب ہے اس کو dust bin میں پھینکیں۔ ردی کی ٹوکری میں پھینکیں۔ اور بھول جائیں پھر یہ جس طرح چلتے ہیں، ایوان چلائیں۔ جیسے ان کی مرضی ہے چلائیں، قومی اسمبلی میں بھی اور یہاں بھی۔ آپ دیکھیں کہ ایک ہی ریزولوشن انہوں نے کتنی دفعہ move کیا ہے۔ یاسین وٹو صاحب کو پارلیمانی امور کا وزیر بنے تو ابھی جمعہ، جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں۔ ان کی زبان سے ایک ہی بات نکلتی ہے I move for the suspension of the rules خدا کا واسطہ ہے اس ایوان کو ضوابط کار کے مطابق چلنے دیا جائے۔ آپ پارلیمان کی بالادستی کی بات کرتے ہیں، پارلیمان بالادست نہیں رہ سکے گی اگر آپ پارلیمان کو اس کے اپنے بنائے ہوئے اصولوں اور ضوابط کے خلاف یا ان کو مطلق کر کے چلائیں گے۔ خدا کے واسطے اپنے قول اور فعل میں اس قدر تضاد نہ لائیں۔ آپ کے ساتھ بھی معتبر دوست بیٹھے ہیں۔ میں بڑے بڑے معتبر دوستوں کو دیکھتا ہوں۔ آپ نے ان کی زبانیں بند کی ہوئی ہیں۔ میں آج ایسے ایسے قلم کار دیکھ رہا ہوں۔ اہل صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھیں، ٹرڈری نیز جو تباہی اور بربادی تک لے آئے ہیں، اس قوم کو 73 دنوں میں انہوں نے تباہ کر دیا۔

جناب چیئرمین۔ بل پر آئیں گے تو پھر بحث ہوگی۔

چوہدری اعجاز احسن۔ جناب میں ضوابط کار کی مطلق کی مخالفت کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: I move the resolution. It has been moved by Mr. Yasin Khan Watto under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that the requirement of Rule 38 regarding question hour be dispensed with.

(The motion was carried).

Mr. Chairman: The rules stand suspended. Please move the bill.

LEGISLATION: BILL TO DETERMINE NUMBER OF JUDGES
IN THE SUPREME COURT.

Mr. Khalid Anwar: I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement of Rule 110 of the said Rules in respect of Bill to determine the number of Judges of the Supreme Court [The Supreme Court (Number of Judges) Bill, 1997], be dispensed with.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Khalid Anwar, Minister for Law, Justice and Human Rights under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that the requirement of Rule 110 of the said Rules in respect of Bill to determine the number of Judges of the Supreme Court [The Supreme Court (Number of Judges) Bill, 1997], be dispensed with.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Rules stand suspended. Next item.

Mr. Khalid Anwar: I beg to move that the Bill to determine the number of Judges of the Supreme Court [The Supreme Court (Number of Judges) Bill, 1997], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed.

Voices: Opposed.

Mr. Chairman: Mr. Khalid Anwar to state briefly what the bill is.

(interruption)

جناب چیئرمین۔ عباسی صاحب، آپ ایوان کی روایت توڑ رہے ہیں، مزید نہ توڑیں۔
میں چاہ رہا ہوں کہ چونکہ legislative business ہے اور آپ اس پر بات کر سکیں لیکن اگر

اس طرح ہو گا تو پھر بات نہیں ہو سکے گی۔ پھر آپ کہیں گے کہ بات نہیں ہو سکی۔ جی خالد

انور صاحب۔ بہت مختصر ارشاد فرمائیں۔ We don't have to go into its details. Please briefly state what it is about.

Mr. Khalid Anwar: Sir, the genesis of this Bill lies in Article 176 of the Constitution, which provides that the Supreme Court shall consist of a Chief Justice to be known as Chief Justice of Pakistan and so many other judges as may be determined by the Act of Parliament or until so determined, as may be fixed by the President. You will note sir, that this Article talks exclusively about the powers and responsibilities of Parliament. It does not talk about consultation with any judicial organ of the State. It confines itself to the confinement of a power and a duty on Parliament. Ever since 1973, this duty has not been discharged by Parliament. Upto now, the number of judges in the Supreme Court has always been fixed by means of Executive orders issued by the President of Pakistan from time to time on the advice of the then Prime Ministers.

Sir, in the Press, for quite sometime, there has been a controversy ragging about the total number of judges of the Supreme Court. In the last month and a half, this controversy has impacted adversely on the stability of the system, on the functioning of the economy. In the last few days the Karachi Stock Exchange index has fallen sharply. Although it is true that in large part this is due to exogenous factors relating to the collapse of Stock Exchanges in the Far East, amongst the so called Asian Tigers. I think part of the problem is also indigenous. Ultimately the government came to the conclusion, took the decision and I know it caused great grief to honourable Members, including one member who is hoping to become the Law Minister, after the 14th Amendment, has been suspended. He feels now he has a licence to move over to this side, sir, you are not welcomed on this side.

I proceed Mr. Chairman, sir, in these circumstances there was a demand that five additional judges be appointed and the strength should be fixed at 17. So on the one hand we had Parliament's right, Parliament's duty, Parliament's prerogative, to determine by act of Parliament the total number of judges of the Supreme Court. On the other hand, we had a demand, a request from the Chief Justice of Pakistan that the number should be 17. We have arrived at this happy compromise. This congruence of two demands, the rights, the prerogatives of Parliament have been maintained. Infact, the demand of the judiciary has been met in full. Therefore, the Bill which has been raised today before this august House is for the fixation by Parliament of the total membership of the Supreme Court as 17.

Sir, it gives me great pleasure to say that in the National Assembly the Bill was unanimously passed. A motion was moved for suspension of the rules, it was unanimously approved, it was actively supported by members of the Peoples Party. I realised this morning that it was too much to expect similar grace to be shown by the honourable Leader of the Opposition but that is also one of his tradition which I am pleased to say, at least, he maintains upto now. The fact of the matter is sir, in the National Assembly, in the happiest and most congenial of atmosphere, the entire House unanimously passed this Bill within a few minutes. Today the Bill has come before the Senate. I have briefly stated the contents of the Bill and we would hope that even now, at this late stage a similar grace would be shown by other honourable members on that side, so that the Bill can be passed unanimously. Thank you, sir.

Syed Iqbal Haider: Point of order, sir.

جناب چیئرمین، جی اقبال حیدر صاحب پوائنٹ آف آرڈر یا کہ تقریر کرنا چاہتے ہیں آپ۔

Syed Iqbal Haider: Sir, it is a point of order in respect of the text of the Bill.

جناب چیئر مین: جی جی، کیا point of order ہے جی۔

Syed Iqbal Haider: That once again the Government is maintaining its own tradition of always presenting a defective Bill and again they have in this Bill, like the Bill on repeal of the 58 (2)(b), 13th amendment, 14th amendment and the Anti-terrorist Bill. Sir, it is an incomplete and inconclusive Bill leaving a room for another crises and Constitutional rift to emerge, immediately after tomorrow. Why, sir? The Constitution says, Article 176 rightly read out by the Law Minister, who should take the responsibility for all the mess created in this country. In all fairness, he should show moral courage. Article 176 reads that:

"the Supreme Court shall consist of a Chief Justice, to be known as the Chief Justice of Pakistan and so many other judges, as may be determined by act of Parliament or until so determined, as may be fixed by the President".

Right sir, now, the Bill is defective and incomplete because Article 192 also contains a provision and this is a requirement which cannot be left over. Article 192 reads, "A High Court shall consist of a Chief Justice and so many other Judges, as may be determined by law or, until so determined, as may be fixed by the President." My contention is that the Government should wait for another dead lock and a crises, there are already vacancies in the Lahore High Court of nine Judges.

جناب چیئر مین: تو آپ کا مشورہ ہے کہ اس کا بل بھی لانا چاہیئے۔

Syed Iqbal Haider: Yes do it now.

جناب چیئر مین: نہیں یہ علیحدہ ہو گا۔ - there will be a separate Act.

Syed Iqbal Haider: Sir, why should there be a separate Bill, why not the same? Why not the same Act be provided?

Mr. Chairman: I think the Constitution probably envisages separate acts.

Syed Iqbal Haider: Sir, it does not require a separate act because it requires for, like I tell you, why it is not a separate act because under the 12th Amendment, when you fix the remuneration of the Judges, they can never appreciate our good suggestions. So, I request you that the Bill should be withdrawn and comprehensive Bill should be presented both for Supreme Court and High Court.

Mr. Chairman: O.K. Aitzaz Ahsan sahib.

چوہدری اعتراز احسن: جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں 'باوجود ان کی ایک مریضانہ بدکلامی کے' وزیر قانون کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے یہ بل move کیا ہے۔

Mr. Khalid Anwar: Sir, it is unparliamentary.

چوہدری اعتراز احسن: اس کے لئے انگریزی میں لفظ ہے، 'it is a pathological', میں pathological کہہ دیتا ہوں۔ I leave that. Its pathological tongue. I leave that. اس کے باوجود میں مبارکباد دے رہا ہوں۔ وہ مبارک بھی نہیں لینا چاہ رہے تو اب میرا اس میں کوئی قصور نہیں۔ اب میں انگریزی میں بولتا ہوں تاکہ ان کو سمجھ آتی جائے۔ Sir, I was planning to speak in Urdu but since my learned friend

Mr. Chairman: But you have used such strong phrases.

Ch. Aitzaz Ahsan: Sir, despite his, you know, he is helpless, it means he is helpless. He is overcome by himself and cannot but attribute to motives for anything, he finds demons in dark places. He has got that all in his

own mind, Mr. Chairman. There are no demons around. He found those demons in the Supreme Court also. He made such statements, such preversicating statements, he said, what I have, what I know, if I were to tell it in one day, people would shake, what was the insinuation. He had asked me, I just want to leave this, he has told me, given me the good news, the happy tidings, Mr. Chairman, that I am not welcome on that side. I know that and I do not have any intentions of going over to that side when Mr. Khalid Anwar serves our cause so well sitting in the treasury benches, why should we have the Government?

جناب چیئرمین، لیکن میرے خیال میں بل پر بحث کریں اس طرح کی personal باتوں کا کیا فائدہ۔

چوہدری اعتراف احسن، نہیں، he serves our cause, sir. میں عرض کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: I think, let us get over this now.

چوہدری اعتراف احسن، یہ ایک شعر غالب کا ہے جی، شعر کی مدد تک تو آپ اجازت دیں گے۔

جناب چیئرمین، جی شعر پڑھ دیں پھر آگے چلیں۔

چوہدری اعتراف احسن، شعر ہے جی۔

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آساں کیوں ہو۔

کیا ضرورت ہے جناب ہمیں ادھر آنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں باقی جناب

on the Bill Mr. Chairman, Mr. Chairman, I wish him all the luck and I wish the Government benches, I wish them god's speed with Mr. Anwar in their ranks, leading them like a champion charioteer and against wind whirls. He creates those wind whirls and then charges at them and tries to look a great hero when he is none. Mr. Chairman, the Bill has a background. Thanks God, the Law Minister, whom

again I congratulate on finally surrendering to better judgement and surrendering to the Majesty of the Law, surrendering finally to his own arguments that he had made in the Supreme Court of Pakistan earlier this year in January. It is quite amazing. Mr. Chairman, it is Greek irony what the Law Minister said then and what has happened to the Government of Mian Nawaz Sharif in the recent 70 days but I applaud him also for confessing, which the Government has not so far confessed, which the Commerce Minister last night on the floor of the National Assembly denied. Thanks God! He has been candid enough to confess that the KSE hundred index that fell through the floor. That fall was also engineered and caused by the misconceived and ill advised policies of the Nawaz's Government in the recent days.

What has happened Mr. Chairman, the background of the Bill, I must put it on the record for the sake of history and this record. On the 20th of August, 1997 the honourable Chief Justice of Pakistan recommended five senior most Judges for elevation to the Supreme Court. The Government, ill advised, moved immediately on the 21st of August instantly to reduce the strength of Judges on the Supreme Court. The reason perhaps was that they thought there are some Judges who are friendly to them. They perceived that there are some Judges who will decide in their favour, regardless of the merits of the case and they thought, perhaps they thought and this came out later that the honourable Chief Justice is not one of them.

جناب چیئر مین - یہ مناسب remarks نہیں ہیں to attribute motives to Judges

میرے خیال میں احتیاط برتیں۔

Ch. Aitzaz Ahsan: No sir, Mr. Khalid Anwar perceives. Sir, I want to

clarify it again because the Prime Minister made statement.

Mr. Chairman: Let me first remind all the honourable members of Article 68 which says:

"that no discussion shall take place with respect to the conduct of the Judges."

Ch. Aitzaz Ahsan: Kindly make this clear, I have not and you look at the record. You are attributing what I have not said.

Mr. Chairman: I am only concerned with proceedings in the House and I just want to request members on both sides.

Ch. Aitzaz Ahsan: But kindly also observe that I am not attributing any motives to any Judge.

Mr. Chairman: You have not.

Ch. Aitzaz Ahsan: I am glad, I bow to your observation. Sir, I wish they had adverted to Article 68 on the 29th when the Law Minister and Prime Minister faxed in the National Assembly and the Judges assaulted and attacked and he was conscious of Article 68, the tragedy is that when he addressed arguments in the Supreme Court in January, I quote from the judgement:

"Mr. Khalid Anwar, and kindly please, all my honourable friends, this is your Law Minister, I wish Qazi Sahib was there, Qazi Sahib, Mr. Khalid Anwar vehemently argued that the petitioner's failure in speedily and effectively implementing the decision was not only a flagrant breach of the government obligation under Article 190 of the Constitution but also a deliberate blow aimed at undermining the independence of judiciary. He vehemently pleaded that it is a

well-settled constitutional doctrine that there should be no attack on the judiciary by the other branches of the State and certainly not for partisan political reasons. It is for this reason that Article 68 prohibits any discussion in parliament with respect to the conduct of a Judge of a Superior Court, with respect to the discharge of his duties".

Mr. Khalid Anwar further argued that the law being applied now for 72 days this is what has happened and only delay, delay in implementation, the law being applied was that of the jungle with the executive lion, pity, being pity against the judicial lion. In these circumstances, Mr. Chairman, he argued, it was inevitable, that in these circumstances it was inevitable, that the conclusion drawn was that the government was not being and could not be carried on in accordance with the constitution. If he had the grace and honour which he derives I lack, he would have resigned, Mr. Chairman, before coming to the House. But, Mr. Chairman, he goes on, the judgement he says, lays down, a specific time table was laid down within which the judgement was to be implemented. He was well aware of that Mr. Chairman, and all that was then left was the ministerial act of issuing the necessary notification.

آپ کا دھیان سرکس اور چلا گیا۔ میرا دھیان صرف ان میں تھا۔

جناب چیئرمین، مجھے خیال آ گیا کہ آپ کا Food Minister کیسا بڑے حجم والا

ہے یا نہیں میں صرف یہ سوچ رہا تھا۔ آپ کا کمزور تھا۔

جناب اعتراف احسن، کمزور نہیں، ملک میں یہاں آتا نہیں ہے Food Minister

Sahib جو آتے ہیں۔

(interruption)

Mr. Chairman: Aitzaz Sahib at this stage the principles of the Bill are

to be discussed.

Ch. Aitzaz Ahsan: All that was then left was the ministerial act of issuing the necessary notification. Now mark, Sir, however, for weeks and months no action was taken by the petitioner's government on one pretext or another. Then he says, "Finally the President was impelled to take action and Judges were appointed. As in this case they are taking it and Mr. Chairman, it is for this reason that it is absolutely vital that the orders of the Supreme Court be obeyed and enforced speedily by the Executive and the Legislative Branches, I am reading out from the written statements that my learned friend has contributed to that great cause. It is, therefore, necessarily follows that all fundamental rights were being violated, this is the last 70 days before the Bill, violated simply, methods for enforcing them had been wilfully violated. No Government, that has been run in this fashion, could claim to be carried on in accordance with the provisions of the Constitution. It was clear from the attitude and actions of the petitioner, Government, that it would, whenever it felt expedient, do disobey the Supreme Court. The question at once arises, note Mr. Khalid Anwar, what was the need for a response? The Federal Government had been party to the Judges case. Its lawyers and several other eminent counsels had argued the matter at length.

All the relevant issues had been exhaustively discussed, after hearing all sides including the Government, the Supreme Court had rendered its verdict. All that was left, was to carry it out. Again next time within 30 days, that although the sanctioned strength of the judges of the honourable Supreme Court is 16, his argument, although the sanctioned strength of the judges of the honourable Supreme Court is 16, the number of judges of the honourable court till the date of the dissolution order was only twelve. There were four vacancies which were not

filled in, in direct violation of the judgement of this honourable court in the judges case. This is exactly what they did. And then he shows how the recommendations of the Chief Justice or in the case of Mr. Bagwan Das and in the case of another learned judge were disobeyed.

Then further, even if the Government felt that it needed some time to implement the decision and it is denied that any such time was needed. The proper course of action would have been to apply formally for an extension of the time to this honourable court. Did they do that even once? What was of critical importance? Was that the petitioner's move showed about her attitude and intention concerning the judiciary? One of the three pillars of the state, the Supreme Court had already delivered its verdict in the judges case, the decision had already been discussed in detail supra, not been implemented properly and expeditiously by the petitioner and then the petitioner had thrown the conflict to the judiciary.

Mr. Chairman, at that time, the Government, I do not attribute to honourable worthy Prime Minister's knowledge of the judgement in the judges case.

وزیراعظم صاحب نیک دل اور مصوم ہیں۔ بہت مصوم ہیں اور قوانین کے حوالوں سے بھی مصوم ہیں۔

He is innocent of that knowledge. But he has very distinguished and learned advisors. He has a very able Law Minister who was totally aware of all the provisions of the law, the Constitution and the judgement of 20th of March. He had been pleading in Benazir Bhutto's case. He almost broke down and wept before the court and said she was delaying implementation of the recommendations of the Supreme Court of Pakistan. What advice did he give to the Prime Minister? I know

that advice is not required to be disclosed. I know the Constitution prohibits us from seeking from him the contents and substance of his advice. But he must look down into his heart, look down his conscience and see was he right? Was the Prime Minister, as advised right in the seventy days when the whole economy of the country was cruelly ruined and brutalized because of their policies or is the Prime Minister right today? If the Prime Minister was wrong then and it was on his advice, because I give the benefit of doubt to the Prime Minister, the innocent Prime Minister. The Prime Minister has no knowledge of the law, he probably has not read the judgement, probably, in the judges case. I don't think it is a very long judgement. Mr. Chairman, its seven hundred pages, perhaps beyond the capacity of the honourable Prime Minister. And honestly I am speaking without any rancour, but speaking in his defence. It is beyond his capacity to read 700 pages but Mr. Chairman, he had to act and advice and whose advice, the advice of the Law Minister and the Attorney General, and they sit there now and talk of honour, they sit there now and talk of grace, they have no sense of shame themselves. Now Mr. Chairman, what was known, it was known that the executive is bound by the advice of the Chief Justice's recommendation. It was clear. No.2, It was known that if the executive wishes to disagree, the executive must put its objection with respect to any particular judge in writing and refer that back to the Honourable Chief Justice. Mr. Chairman, that judgement, not only was the Chief Justice a party to that, hopefully according to that judgement in the legitimate expectancy, the future Chief Justice Mr. Justice Muhammad Ajmal Mian, a great judge was also a party to that by legitimate expectancy, the third senior most judge Mr. Justice Saeed-uz-Zaman Siddiqui, had occasion to notice that and his opinion is quoted in the Chief Justice's letter, I seem to have left it on my desk, where Mr. Justice

Saeed-uz-Zaman Siddiqui, in the second Al-Jahad case had stated pacifically that if within thirty days a disagreement is not recorded by the government with respect to any judge then Mr. Khalid Anwar should know and Mr. Khalid Anwar also advised the Prime Minister accordingly. And then Mr. Chairman, the President is bound to notify those judges and is bound to have them inducted in the Judges of the Supreme Court. He knows all this Mr. Chairman. It was known therefore, that the executive is bound by the recommendation of the Chief Justice. It was known therefore, that they had a thirty days time limit within which to act, either appoint or to record their observation. It was also known Mr. Chairman, that the thirty days period is a guillotine period. After which other processes of the law and the constitution would take effect instead, the person of one judge would continuously be attacked by them and its a shame that they did so. Then it is then Mr. Chairman, that if the implementation is delayed this is held in by the Supreme Court in the case of Benazir Bhutto, that judgement in January, if the implementation is delayed and this was argued by my learned friend Mr. Khalid Anwar, whom I stand to congratulate for this bill, but he had said that if implementation is delayed the governance of the country becomes unconstitutional. It is another matter that there was no 58 (2)(b) and we have supported that. We still stand by what the position we have taken in the House on both amendments. We have not renege. The stand for the supremacy of Parliament Mr. Chairman, but was this an issue of supremacy of Parliament that has been made out, even now article 176, Parliament had to do this. Was it a question of supremacy of Parliament? They made it into an issue of Parliament versus one man, but Mr. Chairman, yes there was one man, yes there was focally one man. He was not the one man. There figures were pointed that. He was not a man in any constitutional office. He was not a man in Islamabad at all.

There was one man and it was that man against the Judiciary to start way and it was that man against the whole of the Parliamentary system by the end of the 72 days and the whole of Islamabad was shaking under convergence caused by that remotely located one Buzurgh gentleman. The world is crying out. Are we to be ruled by extra Parliamentary forces that one Buzurgh gentleman. The World is crying out, are we to be ruled by extra parliamentary forces, that one Buzurg gentleman. Is he to determine everything ? The 13th amendment was passed in one day because of that one man. The 14th amendment was passed in one day on the eve of the 14th August. On that eve, they passed the Bill because that one gentleman wanted that Bill to be passed. That one gentleman objected to one Judge of the High Court. Mr.Chairman. A great and stoic, a pathetic almost, go and see his house where he lives, a Sufi judge. A man with no pretentions.

Mr.Chairman: I have a Bill which is to fix a number of judges. Please come to this side.

Ch.Aitzaz Ahsan: Mr.Chairman, the point is that this is the back ground for the Bill. We are discussing the general principles of the Bill. It is necessary to establish it. I do not know why this has been placed before me. I don't think my speech is going to be shown on Television. I object to it. Then they have to show it. If they show it, all right.

Mr.Chairman: We are not going to get guarantee.

اگر آپ کو objection ہے تو اتار دیتے ہیں۔

Ch.Aitzaz Ahsan: And they can't. They can't do that. The Television, they have used it against the judiciary headed by a friend of mine, a great editor, I tell you he was an editor, editing " Muslim" in Martial Law days and I

was publishing articles that no other newspaper would have published. He is Mr. Mushahid Hussain. And now whole assault on the judiciary. For God's sake my dear friend Mushahid! Rise above these partisans.

(interruption)

Ch. Aitzaz Ahsan: There is Sadeeq- ul- Farooq who is doing it, but it is a shame. That too is a shame and they talk of parliamentary sovereignty. Parliament has its sovereignty and Parliament will continue to enjoy its sovereignty Mr. Chairman, as long as parliament accepts the sovereignty and supremacy of the Constitution. In written Constitution the sovereignty is of the Constitution. Parliament is sovereign and supreme within the framework of the Constitution and within the framework of the Constitution, there are other institutions like the superior judiciary which have to remain independent. Which have their own guarantee under the Constitutional system Mr. Chairman if you attack and assault the judicial addifice? Are you going to be able to plead for parliamentary sovereignty?

The most mis-conceived and ill advised of policies is, no body is going to pay for it Mr. Chairman, they say the Karachi Stock Exchange fell through the roof. No body is going to pay for it. Is there going to be no accountability? They talk of accountability. I asked the Prime Minister and the Leader of the House here. Now are you going to hold people accountable. I asked Aftb Sheikh who sits there. He sits there and Mr. Ajmal Khattak has gone. Are the allies going to be blindly led by a pied piper with bandages on their eyes and that pied piper is also not in the House. He pipes from somewhere else. Are you not going to ask? I am grieved, I have lost hope that there are people who will have the honour, grace, dignity and the conscience to resign. But I ask you my learned friends and all through you Mr.

Chairman, to all my other friends sitting on their treasury benches. Will you also not put any pressure of heat on people who have caused this crisis? Who brought this country to doom in its 50th year, which is now being confessed happily. And we are being told we are not honourable. We are being told we are not welcome.

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

جناب چیئرمین : جی انور بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر : جناب والا! میں اس بل کی تائید میں اٹھا ہوں اور اس کی تائید ہی میں بلاؤں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت خوشی کا مقام ہے کہ آخر آرٹیکل ۱۷۶ کی پابندی کرتے ہوئے پارلیمنٹ یا یہ ہاؤس یہ بل پاس کر رہا ہے۔ میں اس بل کے متعلق عرض کرتے ہوئے تھوڑی سی اپنی تاریخ بھی دہرانا چاہتا ہوں اور میں اس ایوان کو یاد دلاؤں گا کہ اسی ایوان میں 'میں نے آرٹیکل ۱۷۶ کے تحت سپریم کورٹ کے جج صاحبان کی تعداد مقرر کرنے کا ایک پرائیویٹ ممبرز بل پیش کیا تھا۔ میں نے جب پرائیویٹ ممبرز بل پیش کیا تھا تو اس وقت میں حزب اختلاف سے تعلق رکھتا تھا۔ میں نے ممبر حزب اختلاف ہونے کے ناطے سے وہ بل پیش کیا تھا لیکن سرکاری شیپوں پر بیٹھے ہوئے اس وقت کے حکومت کے اراکین نے اس بل کی مخالفت کی تھی۔ جناب والا! میں یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جب وہ بل پہلی دفعہ آیا تو کہا گیا کہ اس پر غور نہ کیا جائے، ڈیفر کر دیا جائے۔ میں نے اتفاق کیا کہ اس کو ڈیفر کر دیا جائے۔ دوسری دفعہ وہ بل آیا تو پھر یہ اصرار کیا گیا کہ اس کو ڈیفر کر دیا جائے۔ میں نے مان لیا کہ اس کو ڈیفر کیا جائے۔ جناب جب تیسری دفعہ یہ بل آیا تو شاید وزیر قانون رضا ربانی صاحب اس دن نہیں تھے۔ جناب شیراگلن صاحب نے ان کی جگہ اس بل کی شدید مخالفت کی۔ کہا کہ اس کی باطل اجازت نہ دی جائے۔ جناب والا! بل کے پاس ہونے کا اس وقت مرحد نہیں تھا۔ صرف مرحد تھا کہ اس کو اجازت دے دو۔ اس پر غور کر لو۔ اس کو کمیٹی میں بھیج دو۔ سپریم کورٹ کے جج صاحبان کی تعداد مقرر ہونی چاہیے۔ ہمیں اپنا آئینی حق استعمال کرنا چاہیے۔ آئین کی خلاف ورزی نہیں ہونی چاہیے۔ اگر ۱۹۷۲ء سے لے کر آج تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا تو غدارا

آج ہی اس پر عمل درآمد کر لیں۔ لیکن جناب والا! اس کی مخالفت کی گئی۔ ہم نے اصرار کیا، تقریر کی، آئین کا واسطہ دیا کہ خدارا اس کو منظور کر لو۔ اس کی اجازت دے دو لیکن اس وقت کی حکومت نے اور PPP کی حکومت نے، وزراء نے اور اس طرف بیٹھے ہوئے لوگوں نے اس کی مخالفت کی تھی۔ آج پارلیمنٹ کی بلادستی کی بات ہو رہی ہے۔ آج جب مسلم لیگ یہ بل لا رہی ہے اور پارلیمنٹ کی بلادستی کو وہ establish کر رہی ہے تو آج یہ کہا جا رہا ہے کہ ٹھیک ہے پارلیمنٹ کی بلادستی ہونی چاہیئے۔ جناب والا! میں تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت پارلیمنٹ کی بلادستی کا خیال نہیں تھا۔ آج بھی اور اس وقت بھی ہم یہ محسوس کر رہے تھے کہ یہ حق پارلیمنٹ کا ہے اور جہاں جہاں بھی آئینی آرٹیکل آئیں گے اور وہ دفعات آئیں گی تو ہم کہیں گے کہ آئین کے مطابق ہمیں چننا چاہیئے اور پارلیمنٹ کی بلادستی قائم ہونی چاہیئے۔ آئین کے مطابق ہمیں چننا چاہیئے۔ جناب میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم شروع سے لے کر ۱۹۹۳ء سے لے کر جناب والا! وہ دن ہے ۲۵ ستمبر ۱۹۹۳ء جب یہ بل اس ایوان میں پیش ہوا تھا۔ ہم نے صرف تقریریں نہیں کی تھیں۔ ہم نے رائے شماری پر زور دیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ یہ بات نہیں ہے کہ voice vote سے فیصلہ ہو جائے۔ رائے شماری کرائی جائے۔ جناب والا! آپ نے رائے شماری کرائی تھی اور ہمارے اس رائے شماری میں ۲۲ ووٹ ہوئے تھے اور ۲۴ ووٹ ان کے ہوئے تھے۔ یہ جناب ۲ ووٹوں سے جیت گئے تھے اور ہم ۲ ووٹوں سے آئین کی عملداری کے لئے ہار گئے تھے۔

جناب والا! وہی بل آج ہے، وہی بل آج آ رہا ہے۔ ہمارا stand consistent ہے۔ ہم اس وقت ۱۹۹۳ء میں بھی چلتے تھے کہ یہ ہاؤس پاس کرے اور آج بھی ہم یہ چلتے ہیں کہ یہ تعداد یہ مقرر کرے۔ جناب والا! اس وقت اگر تعداد مقرر ہو جاتی، اس وقت آپ غور کر لیتے، اس وقت تعداد مقرر کر لیتے اور میں نے ہاؤس میں یہ کہا تھا کہ مجھے اس پر اصرار نہیں ہے کہ ۱۴ رنج ہونے چاہئیں، میں نے کہا کہ ۲۰ مقرر کر لیں۔ ۱۲ کر لیں، ۱۸ کر لیں، ۱۶ کر لیں جو تعداد آپ مقرر کرنا چاہتے ہیں کر لیں لیکن خدارا آئین پر عملدرآمد ضرور کیجیئے اور اس بل کی اجازت دیجیئے۔ لیکن جناب والا! مجھے اجازت بھی نہیں ملی تھی تاکہ میں اپنا بل کمیٹی میں ہی لے جاؤں۔ لیکن آج شکر ہے کہ آج یہ بل آیا ہے اور میں سمجھتا ہوں اور میں اپیل کرتا ہوں اور اپنے دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ نیشنل اسمبلی میں یہ بل اتحاق رائے سے پاس ہوا۔ یہاں بھی میں

اپیل کروں گا کہ یہ ایک اچھا بل ہے یہ آئین کی حمایت میں ہم جا رہے ہیں آئین کی بہتری کر رہے ہیں اس لئے اس بل کی مخالفت نہیں ہونی چاہیئے اور اس بل کو جناب والا! اپنے دوستوں سے استمداد کروں گا کہ جیسے نیشنل اسمبلی نے پاس کیا ہے اسی طرح ہم بھی پاس کریں۔ شکریہ۔
جناب چیئرمین : شکریہ۔

Raza Rabbani Sahib but I again would request that as Leader of the Opposition I gave Aitzaz Ahsan latitude but you please confine to the principles of the Bill.

اعتراف احسن Leader of the Opposition کو تھوڑی latitude مل جاتی ہے۔

But I would like all the honourable members to confine themselves to the principles of the Bill which is under consideration of the House because otherwise principles will get lose in the ways of other arguments and what is there to consider.

Mian Raza Rabbani: Sir, I would first of all thank you for giving me this opportunity and at the very outset I would like to make it abundantly clear that the Opposition in the Senate is following the same course that the Opposition in the National Assembly did yesterday. We are not opposing the Bill when it comes to the vote but we feel that it is the right of the people of Pakistan to know from the floor of Parliament as to what was the real issue involved and why for 73 long and agonizing days the nation in its 50th Year of Independence was plunged into the deepest constitutional crisis that perhaps the sub-continent has seen till date.

Mr. Chairman! unlike my colleagues I am unable to congratulate the treasury benches for drafting and bring this Bill to Parliament. Because had I been sure and had facts and circumstances not proved contrary that the tabling of this Bill in the National Assembly and the Senate do not at all signal a change of heart

or a change of attitude of the Executive towards the Judiciary. Sir, the simple reasons are that as has been pointed out by the honourable Leader of the Opposition on the 20th of August 1997, the Chief Justice of Pakistan made recommendations for the filling of five existing vacancies in the Supreme Court of Pakistan. On the 21st of August, during the span of one night a notification is issued whereby the strength of the Supreme Court from 17 Judges is reduced to 12. Then subsequent to that, Sir, on the 17th of September, the Government in the Supreme Court of Pakistan withdraws the notification and the strength of the Supreme Court restored to 17. But then from 17th of September till date no notification is issued in terms of the judgement of the 20th of March, 1996 and the five Judges are not notified as Judges of the Supreme Court as late till the 29th or 30th of October, the intention of the Government is abundantly clear i.e., when the Chief Justice of Pakistan issues a directive to the President of Pakistan that under Article 190 you have to come to the aid of the Supreme Court, the Federal Government, the Prime Minister writes to the President of Pakistan and states explicitly that we have an option of review that the Government is going into review and therefore, do not give effect to the directions given to you by the Supreme Court of Pakistan. Then all of a sudden with the intervention of yourself and they come to know that the Presidency may issue the notification itself. Under threat of having notification being issued over and above the head of the Federal Government they say that alright we are willing to notify these Judges and that we are ready to legislate on the strength of the Supreme Court as well. The attitude of bringing the judiciary under ridicule, the attitude of putting the judiciary on the mat of making the judiciary subservient to the executive still continues. And I would now sir, draw your attention to the speech that the Leader of the House, the worthy

Prime Minister made yesterday, before the honourable Law Minister tabled the Bill in the National Assembly and you will find that the speech itself is an indictment of the judiciary. That speech itself spells out a charge sheet against the judiciary of Pakistan. It places all the ills in Pakistani society today at the door step of the judiciary of Pakistan.

Mr. Chairman: I think that the Bill is to deal with the number of judges.

تو یہ بہت سے issues ہیں - issues تو بہت سارے ہیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, this is related to that.

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے اگر آپ کہتے ہیں تو مان لیتا ہوں but I don't think so بہر حال آپ کہتے ہیں تو مان لیتا ہوں۔ چلیں پڑھ دیں۔

Mian Raza Rabbani: Otherwise the Bill is of two lines.

جناب چیئرمین، تو دو lines میں ہی میں کہہ رہا ہوں، چلیں ٹھیک ہے آپ کہتے ہیں تو مان لیتا ہوں کہ number of judges also related

Mian Raza Rabbani: Thank you sir, this is background and the honourable Prime Minister states, that is why, we requested the superior judiciary to guide us in restoring peace

(مداخلت)

جناب چیئرمین، تقریر ختم کرنے دیں interruption سے لمبی ہو گی بات۔ جی۔

Mian Raza Rabbani: That is why, we requested the superior judiciary to guide us in restoring peace and providing justice. I myself approached the highest judiciary. I appealed for cooperation in controlling violence and sought guidance for providing speedy justice to my suffering and harassed people thereby implying that in the initial stages the judiciary was not cooperating in

assisting will the law and order situation of Pakistan. It does not end here sir, the entire nation knows how ill, known looters were running away from the country thereby implying again that it was at the behest of the judiciary that the looters were being granted bail and then it further goes, were running away from the country and how those who committed murder and left the innocent dead on roads were running abroad unpunished.

Again it is not a question that whether the law enforcing agencies have been able to arrest them. It is not a question of whether there is sufficient evidence or not, but here again he says they were not punished by the judiciary and he lays the blame entirely on the judiciary.

جناب چیئرمین، قانون کی غامی بھی ہو سکتی ہے ناں۔

میاں رضا ربانی: جناب یہ قانون کی غامیاں تو وہ point out نہیں کر رہے۔

(مدانت)

Mian Raza Rabbani: If you are feeling uncomfortable I will skip that alright. Let me come to the portion which you may feel is relevant which is again belied by fact. It is a false statement that was made by the Honourable Prime Minister on the floor of the House when he says for the past many weeks, the problem of the number of judges of the Supreme Court is under discussion. We had thought that the issue will be examined in depth and a decision arrived at that whether to increase, this is the false statement, whether to increase the number or to continue as we had done in the past in other words that the number would remain seventeen but they are on record, there are statements on record in which they have said that the number of the judges of the Supreme Court should be reduced from seventeen to fifteen. They are on record to have reduced the strength

of the Supreme Court from seventeen to twelve by way of a notification that was issued by them and they are also on record till date , till the moment we are debating this issue , till date a notification for those five judges has still not been issued by the Ministry of Law, despite the fact that yesterday on the floor of the House the Prime Minister had said that such a notification would be issued.

Sir, Mr. Anwar Bhinder made a reference to the fact that during our tenure of office a bill was moved and that bill dealt with the question of fixing of the number of judges of the Supreme Court and , that we were running from that, this government wants to give effect to all the provisions of the Constitution and therefore, in the light of that this bill has been tabled. I would also like to remind Mr . Anwar Bhinder, he is a most Honourable Member. I have a great deal of respect for him. But I would also like to remind him that while in government he had moved a private member's bill on the rules and regulations of the Supreme Court. That bill was also in accordance with the Constitution. That bill was passed by the Senate but during his government's tenure in office, that bill has lapsed, Bhinder Sahib , in the National Assembly of Pakistan. That bill has been allowed to lapse in the National Assembly, so why this duplicity of standard if there was no ill-intention on the part of the government in terms of reducing the strength of the Supreme Court then they were in office, they were in office in the ninties as well. They had the time and opportunity to go ahead and make the 12th amendment but they did not legislate at that time on the strength of the judges. This bill that has come today, it was portrayed as if there is a clash between the Parliament and Judiciary or as they had singled it out to be between institutions but that was not the fact of the matter. The actual issue was that the executive had taken an open and blatant confrontation with the judiciary in which it had refused to nominate those five

judges for the simple reason that one judge did not give justice according to them. There is a plethora of cases are pending against them in the Superior judiciary of Pakistan, therefore, in a systematic manner and you would not allow me the time but I have here with me Sir, nine pages and I will place these on the record of the House of dates and statements in various newspapers that have been appearing in which systematically the judiciary has been deliberately brought into dispute. The judiciary has deliberately brought into scandal, that the judiciary and the judges have been singled out. The Attorney General, you did not allow the honourable Leader of the Opposition to further expound that point. Neither will I Sir, but the Attorney General's statement of the 7th of October, 1997 is very much there. The statement of the Press Secretary of the Prime Minister in which he termed [***]

Mr. Chairman: I will not allow these phrases to be repeated as a indirect manner because these are expunged. Please be careful in these matters.

Mian Raza Rabbani: I withdraw my words. But nevertheless the statement.

بات وہی ہے کہ کسی اور حوالے سے ریکارڈ پر چیز لے آئی۔ بھئی ایک چیز منہ ہے تو منہ ہے۔
 جناب آفتاب احمد شیخ - جناب چیئر مین ٹائم کتنا دے رہے ہیں آپ سب کو
 دیکھیں ناں جب کوئی اور کھڑا ہو گا تو آپ کہیں پانچ منٹ - یہ تو علم ہے -
 جناب چیئر مین - نہیں نہیں یہ محنت کر کے آئے ہیں -
 (مداخلت)

جناب چیئر مین - نہیں ample time تو نہیں ہے -

آفتاب احمد شیخ - نہیں جناب بات یہ ہے کہ آپ کے سامنے موشن جو ہے وہ یہ ہے

[(****) Expunged by the order of the Chair]

کہ the Bill under consideration اور یہ ہے کہ political speeches کہنی ہیں تو پریس کانفرنس کریں اور جائیں جتنی چاہیں کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ نہیں، نہیں، politics کریں with reference to the Bill۔

(interruption)

جناب چیئرمین۔ میں ابھی کچھ نہیں کہوں گا میں صرف آپ سے request کروں گا کہ بل پر آپ بحث کریں۔

میں رضا ربانی۔ میں بل پر ہی ہوں۔ آفتاب شیخ صاحب کو پتہ نہیں کیا پر اہم ہو

رہی ہے۔ I am relevant on the Bill. Aftab you are irrelevant on your point.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: I first of all formulate my Point of Order, what my Point of Order is and then you can give your ruling. My Point of Order is that Item No. 2 of the agenda is under consideration which says that the Bill is under consideration. That we speak on the objects of the Bill.

(interruption)

جناب چیئرمین۔ پیر صدر عباسی صاحب آپ بیٹھیں۔ جب آپ کو موقع دیا جائے پھر آپ اٹھا کریں۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ مجھے بولنے کا موقع دیں۔ جناب بل کے objects پر گفتگو کریں۔ بل کو oppose کریں۔

جناب چیئرمین۔ جی جی میں نے ان کو بتا دیا ہے۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ یہ سیاسی تقاریر ایک گھنٹہ میں نے ان کی سنی ایک گھنٹہ ان کی سنی۔ میرے سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آپ ہاؤس کو کس طرح چلا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ ابھی رضا ربانی صاحب تقریر کر رہے ہیں No Point of Order.

Point of Order is for me to decide, please sit down. جناب آپ بھی

میٹھیں۔ پیئر رضا ربانی صاحب - proceed

(مداخلت)

Mr. Chairman: Mr. Safdar Abbasi I will not allow you to violate the procedure of the House please make it very clear. And I will not be over ruled by you. Please sit down. Please sit down.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - you will have to listen to me آپ ہر بار مجھے ہی دہاتے ہیں۔ کیوں آپ دہاتے ہیں مجھے۔

جناب چیئرمین - please sit down دکھیں آپ ان کی پارٹی کے ممبر ہیں۔ میں نے وقت دیا ہوا ہے آپ کی پارٹی کو اگر آپ نہیں چاہتے I will put the Bill to the vote of the House straight away. جی رضا ربانی صاحب بولیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir I was saying that as far as the Point of Order of Aftab Sheikh is concerned, it is the object of the Bill and I would draw your attention to the statement of the objects and reasons that says until now.

جناب چیئرمین - دکھیں ، آپ ان کی پارٹی کے ممبر ہیں۔ میں نے آپ کی پارٹی کو وقت دیا ہوا ہے۔ اگر آپ وقت نہیں لینا چاہتے تو I will put the Bill to the vote of the House straight away. Yes, Raza Rabbani Sahib.

Mian Raza Rabbani: Sir, I was saying that as far as the point of order of Sheikh Aftab is concerned.

جناب چیئرمین - ذرا خیال رکھیں کہ It is object of the Bill.

Mian Raza Rabbani: Sir, it is object of the Bill and I will draw your attention to the Statement of Objects and Reasons.

جناب چیئرمین - I know this. آپ اپنی بات کریں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, finally, I would most humbly submit that I

will conclude after making two points. No. 1, is why the strength of the Supreme Court, was reduced from 17 to 12 when the Chief Justices Committee in its meeting recommended that the number of judges in the superior judiciary should be increased. When the Pakistan Law Commission in its recommendations recommended that the number of judges in the superior judiciary should be increased for the speedy disposal of cases. When the Bar Associations throughout the country are clamouring that for speedy disposal the number of judges be increased. Apart from that, apart from the Chief Justices Committee, The Pakistan Law Commission, The Bar Councils, the backlog of cases of the Supreme Court which according to the report of the Pakistan Law Commission is over 8500 or 8600, I don't remember the exact number, but it is over 8,000 in any case. When the backlog of cases is that much and when as recently as the 29th, the Chief Justice in the open Court made a statement in the presence of the Attorney General that the number of Judges in the Supreme Court is less, then what is the justification for the government to reduce the strength that was already there from 17 to 12. And here, I most humbly disagree with the honourable Law Minister, who said that the number of judges in the Supreme Court had not been fixed. I would like to remind the honourable Law Minister sir, that in the budget that has been passed by his government, a provision for 17 judges was provided. I would also say, his ministry wrote to the Chief Justice of Pakistan asking him that there is an anomaly, can you tell us the exact strength of judges of the Supreme Court. Sir, on the 18th of October, 1997, the Registrar of the Supreme Court wrote to the Law Ministry stating that the strength of the Supreme Court is 17 including the Chief Justice of Pakistan. Further sir, on the 13th of August, 1997, Mian Yasin Watto informed the National Assembly that the strength of the

Supreme Court is 16. So, the government was fully aware as to what the strength of the Supreme Court is. There is malafide reason behind the reduction of the strength of the Supreme Court. And what was that reason, that reason was that cases of corruption, cases of nepotism are pending before the Supreme Court of Pakistan against the Prime Minister and in order to circumvent them, in order to browbeat the judiciary, a systematic campaign has been launched. Sir as I said earlier, we support this legislation because the Pakistan Peoples Party as early as on the 4th of October and I place the statement on the record, on the 4th of October, 1997, and I stated on behalf of the Party that notify the 5 judges and bring the question to the Parliament that whether the strength of the Supreme Court should be 17 or more than 17 and the Pakistan Peoples Party will support you.

So, today I feel that it is a vindication of the independence of the judiciary, it is a vindication of the stand of the Pakistan Peoples Party and it is a vindication of all democratic forces who believe in the trichotomy of power under the Constitution of Pakistan in which each organ of the state must function within the ambit prescribed by that Constitution. I am thankful to you, sir.

Mr. Chairman: Thank you. Habib Jalib Sahib.

جناب حبیب جالب بلوچ - شکریہ جناب چیئرمین - میں مشکور ہوں کہ مجھے بھی موقع فراہم کیا گیا ہے کہ میں پارلیمنٹ کی supremacy اور عدلیہ کی حقیقی آزادی سے متعلق لائے گئے اس بل کی favour میں کچھ کہ سکوں -

سب سے پہلی بات جو اہم ہے اور میں یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کے ساتھ بلوچستان نیشنل پارٹی کا اتحاد پارلیمنٹری cooperation ہے اور ہر پارٹی نے اپنی سیاست پر وگرام اور پالیسیوں میں آزاد رستے ہوئے یہ اتحاد قائم کیا ہے اور موجودہ بل جس کو برسرِ اقتدار پنج کی جانب سے پیش کیا گیا ہے اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آج مسلم لیگ اور اس کی allied

parties پارلیمنٹ کی بالادستی اور عدلیہ کی حقیقی آزادی کی طالب ہیں اور اس کی گواہی کے لئے اور further ثبوت کے لئے ایک اہم قدم کے طور پر 'ایک تازہ سی ایکٹ کے طور پر اس بل کو پیش کیا جا سکتا ہے اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ماضی میں کئی سول dictatorial regimes کی طرف سے نہ تو پارلیمنٹ کی بالادستی کی پاسداری کی گئی اور نہ عدلیہ کی حقیقی آزادی کو ملحوظ خاطر رکھا گیا۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔

جناب چیئرمین: ضرورت بھی نہیں ہے تفصیل کی، اس وقت بل زیر بحث ہے اس پر آئیں آپ۔

جناب حبیب جالب بلوچ۔ جی میں بل کی طرف آ رہا ہوں جناب۔ اور جہاں تک اس کو executive اور judiciary کے درمیان ایک crisis کے طور پر پیش کیا گیا ہے اس کے محرکات وہ نہیں تھے جو پریس میں آئے یا پریس میں جسے ابھالا گیا۔ حقیقی طور پر اگر اس کی main causes کو دیکھا جائے تو پاکستان میں بہتر اقتصادی پالیسی کی کمی ہے۔ ایک آزاد political system نہ ہونے کی وجہ سے پارلیمنٹ کی بالادستی اور عدلیہ کی آزادی کے درمیان balance نہیں ہے اور اس کے علاوہ پارلیمنٹ کی بالادستی اور عدلیہ کی آزادی میں ایک balance رکھنے کے لئے تمام نکتے تو گئے ہیں لیکن ان نکتوں کو ابھی تک ملا کر ایک structure کی شکل نہیں دی گئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب بھی یہاں اقتصادی crisis پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنے expressions کبھی political crisis کی شکل میں اور کبھی constitutional crisis کی شکل میں ظاہر کرتا ہے اور اس سے یہ عندیہ دیا جاتا ہے کہ executive اور سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے درمیان یہ تضاد ہوا اور اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا۔ اس بات پر میں یقین نہیں رکھتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جمہوریت، جمہوری اداروں کے پروان چڑھنے اور democratic culture کے تعین یا اسے اور گہرا کرنے کے لئے ایک طرف پارلیمنٹ کی بالادستی اور دوسری طرف عدلیہ کی آزادی انتہائی ضروری ہے اور تمام مسائل کو آئین کے اندر رستے ہوئے افہام و تفہیم سے حل کیا جا سکتا ہے اور یہ بل اس بات کا ثبوت ہے کہ برسرِ اقتدار پارٹی اور اس کے اتحادیوں نے، جب اتحادیوں کو طلب کیا گیا، چونکہ اتحادی بھی اپنی سیاست اور پالیسی رکھتے ہیں اور ہم بھی scientific assessment پر یقین رکھتے ہیں، ہم نے دیکھ لیا کہ دراصل crisis کے اسباب socio-economic

ہیں۔ اس crisis کے اسباب judiciary اور executive act کے درمیان کسی قسم کے تضاد میں نہیں ہے۔ اس لئے یہ بل جو پیش کیا گیا ہے اس بات کا ثبوت ہے اور اس کے علاوہ ایک اور نکتے کا میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں یہ کہا جا رہا ہے کہ جناب Executive اور عدلیہ یہ جو بل پیش کیا گیا ہے اور آئین کے آرٹیکل 176 میں جو جموں کا تعین کیا گیا ہے، حکومت اگر پہلے ہی سے جموں کا تعین کرتی، تو ہم یہ سمجھتے تھے کہ پارلیمنٹ کی بالا دستی کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ کیونکہ حکومت یا صدر اس وقت با اختیار ہوتا ہے جب پارلیمنٹ in session نہ ہو۔ Constitution کے Article 176 کے تحت یہ clear cut کہا گیا ہے کہ Parliament determines the number of Judges.

جناب چیئرمین، تو اس لئے یہ کر رہے ہیں۔

جناب حبیب جالب بلوچ، ہاں جناب۔ اور آگے چل کر۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، شکریہ جناب۔ اب کافی ہو گیا ہے۔ نہیں وقت ختم ہو گیا ہے۔ اکرم

شاہ صاحب۔

جناب اکرم شاہ خان، جناب چیئرمین! پہلے آپ ہمارے پارٹی لیڈرز کو شروع شروع میں وقت دیا کرتے تھے، آج ذرا آپ نے ہمارا وہ حق بھی ادھر ادھر کر دیا۔ دوسری مشکل یہ پیش آگئی ہے کہ آفتاب شیخ صاحب نے point of order پر کھڑے ہو کر کہہ دیا کہ جی یہاں پر ہاؤس میں کوئی سیاسی بات نہیں ہوگی۔ میں جب دیکھتا ہوں تو سب سیاسی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین، کس نے کہا سیاسی بات نہیں ہوگی۔

جناب اکرم شاہ خان۔ آفتاب شیخ صاحب نے کہ جی آپ سیاسی بات کر رہے ہیں،

آپ بل پر آئیں۔

جناب چیئرمین، نہیں نہیں ان کا مطلب یہ تھا کہ اس بل پر بات کریں۔ غیر

متعلقہ سلسلہ شروع نہ کریں۔

جناب اکرم شاہ خان: یہ بات تو ٹھیک ہے کہ غیر متعلقہ نہ ہوں، لیکن انہوں نے کہا ہے کہ آپ سیاسی بات کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: بل پر آپ بات کریں، چاہے سیاسی ہو یا غیر سیاسی ہو۔

جناب اکرم شاہ خان: تو جناب چیئرمین! یہ جو بل پیش کیا گیا ہے، میں اس کی حمایت کرتا ہوں اور یقیناً اس کو ایک قابل تحسین قدم سمجھتا ہوں جو کہ ہمارے آئین کی ضرورت بھی تھی اور پچھلے چند دنوں سے ہمارے چیف جسٹس صاحب کا مطالبہ بھی تھا کہ سپریم کورٹ کا کام چلانے کے لئے ہمیں پانچ مزید جج دیئے جائیں۔ لہذا جی بل جو لایا گیا ہے یقیناً یہ ایک قابل تحسین فیصلہ ہے۔ لیکن جناب چیئرمین! میں کوشش کروں گا کہ بات غیر متعلقہ نہ ہو۔ پچھلے چند دنوں میں اس ملک میں جو واقعات ہوئے، جو بحران رہا، جو مشکلات ہوئیں اور ہمارے عوام کے ذہنوں میں جو شکوک و شبہات پیدا ہوئے، میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! یہ ہمارے ملک کی پارلیمانی تاریخ میں، ہمارے ملک کی جمہوری جدوجہد میں یہ پہلا موقع نہیں تھا اور یہ مسند اتنا سادہ نہیں تھا جتنا کہ اس کو بنا کر پیش کیا جاتا رہا۔ جناب چیئرمین! وہ قوتیں جنہوں نے اس ملک کو 9 سال تک بے آئین رکھا، 9 سال تک اس ملک میں کوئی آئین نہیں تھا اور پھر جب 1956 میں آئین بنا، اس آئین کا جو حشر ہوا کہ لاگو ہونے سے پہلے اس کو ختم کر دیا گیا۔ پھر جناب جب ہم اس پوری پارلیمانی تاریخ کو دیکھتے ہیں، اس پوری پارلیمانی جدوجہد کو دیکھتے ہیں، 1958ء کا مارشل لا، 1962ء کا آئین، پھر وہی آئین اپنے خالق کے ہاتھوں جس طریقے سے ختم ہوا، یہ ساری چیزیں ہمارے سامنے ہیں۔ جناب چیئرمین! پھر جب خوش قسمتی سے اس ملک میں 1973ء میں پہلی دفعہ ایک متفقہ آئین دیا گیا، پھر جس طریقے سے انھوں نے ترمیم کے ذریعے اس آئین کا چہرہ بگاڑا گیا، اس آئین کی شکل بگاڑی گئی، یہ تمام چیزیں ہمارے سامنے ہیں۔

جناب چیئرمین! موجودہ بھگڑہ یا موجودہ بحران ان قوتوں کا پیدا کردہ تھا۔ دراصل وہ قوتیں جو نہیں چاہتیں کہ اس ملک میں ایک stable Parliament ہو، جو نہیں چاہتیں کہ اس ملک میں ایک stable Government ہو، جو یہ چاہتی تھیں کہ ہر وقت پارلیمنٹ کے سر پر 58(2)(b) کی تلوار لٹکتی رہے، جو چاہتی تھی کہ ہر وقت اس ملک کے ایوانوں میں horse trading کا راستہ کھلا رہے، جو چاہتے تھے کہ یہاں پر ہر وقت ایک instable قسم کی حکومت موجود رہے اور اس

حالت میں وہ اپنے مقاصد پورے کرتے رہیں۔

جناب چیئرمین! ایک دفعہ پھر یہ کوشش کی گئی کہ یہاں پر instability پیدا کی جائے۔ پارلیمنٹ میں instability ہو، پارلیمنٹ کی sovereignty کو challenge کیا جائے، پارلیمنٹ کی supremacy کو challenge کیا جائے۔ جناب چیئرمین! جہاں تک اس مطالبے کا تعلق ہے، جہاں تک اس مطالبے کا تعلق ہے، جہاں تک اس demand کا تعلق ہے کہ سپریم کورٹ کے کاموں کو چلانے کے لئے پانچ ججوں کی ضرورت ہے تو اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا اور فرض کریں کہ اگر اس مطالبے میں حکومت نے کوئی ٹال مٹول کی کوشش کی تو اس پر حکومت کو مجبور کیا جاسکتا تھا تمام پارلیمنٹ حکومت کو کہہ سکتی تھیں۔ ہم سینٹ میں حکومت کو یہ کہہ سکتے تھے۔

(اس موقع پر آذان کی آواز سنائی دی)

جناب اکرم شاہ خاں۔ جناب چیئرمین! پانچ جج کی تقرری کا مطالبہ یقیناً ایک جائز مطالبہ تھا، یقیناً یہ آئین کا تقاضا تھا اور اس کو افہام و تفہیم کے ذریعے حل کیا جاسکتا تھا۔ اگر اس میں حکومت ٹال مٹول سے کام لیتی تو پارلیمنٹ میں، سینٹ میں مختلف پارلیمنٹ، مختلف لوگ رائے عامہ حکومت کو مجبور کرتے کہ آپ کو سپریم کورٹ کی یہ بات مان لینی چاہیے لیکن جناب چیئرمین! اس چیز کو مسئلہ بنا کر، اس کو ہلکا بنا کر پارلیمنٹ کی supremacy کو challenge کرنا، آئین کو challenge کرنا، پارلیمانی اداروں کو challenge کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ملک کو وہ قوتیں جنہوں نے اس ملک کو 9 سال تک بے آئین رکھا، جنہوں نے اس سے پہلے جتنے آئین بنے تھے ان کا برا حشر کیا۔ یہ ان کی ایک کوشش تھی، یہ ان کی ایک سازش تھی اور جناب چیئرمین! اس کی اپنی وجوہات ہیں یہ خود بخود نہیں ہو گیا۔ جناب چیئرمین! جب اس موجودہ پارلیمنٹ نے جس پر ہمیں فخر ہے، جب موجودہ پارلیمنٹ نے 58(2)B کا خاتمہ کیا، جب موجودہ پارلیمنٹ نے فلور کراسنگ کی چودھویں ترمیم پیش کی اور یہاں پر پارلیمنٹ کو ایک stability مہیا کی، پارلیمنٹ کے سر پر جو ٹنگتی ہوئی 58(2)B تلوار تھی وہ پارلیمنٹ کے سر سے اتار دی تو لہذا ان قوتوں نے اس پارلیمنٹ کو یہ سزا دینی تھی۔

جناب چیئرمین! یہاں پر ایک مسئلہ چودھویں ترمیم کا آیا، اس کو مظل کیا گیا ہے کس بنیاد پر کہ اس سے ممبروں کی حق تلفی ہوئی ہے۔ اس سے بنیادی حقوق پر زد پڑی ہے۔ جناب چیئرمین! ہم سب ممبران نے مل کر، تمام پارٹی کے پارلیمانی ممبروں نے مل کر اتفاق رائے

سے ایک ترمیم منظور کی، رضا کارانہ طور پر، لیکن اوپر سے کہا جا رہا ہے کہ جناب یہاں پر بنیادی حقوق کا مسئلہ ہے۔ یہاں پر ہمیں یہ شک پڑتا ہے کہ یہ فیصلہ نیک نیتی پر مبنی نہیں ہے۔ اگر واقعی بنیادی حقوق کے مسئلے کی بات ہوتی، تو یہاں پر ایک قانون انسداد دہشت گردی پاس کیا گیا ہے جس میں سب لوگوں نے یہ کہا کہ بنیادی حقوق متاثر ہوئے ہیں۔ اس سسٹم متاثر ہوا ہے۔ اگر واقعی judiciary نے اپنا وقار بچانا تھا، اگر اپنی آزادی بحال کرانی تھی، اگر لوگوں کے بنیادی حقوق کا خیال تھا تو انہیں بات کرنی چاہیئے تھی جو ان کے دائرہ کار میں آتی ہے۔ انسداد دہشت گردی کے بل کے بارے میں بات کرنی چاہیئے تھی۔ چودھویں ترمیم کے بارے میں، جس کو تمام پارلیمنٹ کے ممبران نے متفقہ طور پر پانڈی اپنے اوپر قبول کی کہ ہم اپنی پارٹی کی پالیسی سے انحراف نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین۔ شاہ صاحب، اگر اس بل کے اوپر آئیں تو بہتر ہوگا۔ دیکھیں یہ چودھویں ترمیم کا صفحہ مسئلہ ہے۔ یہ بل ہے سیریم کورٹ کے جج لکھتے ہوں۔ جناب اکرم شاہ خان۔ وہ میں سمجھتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ یہ معاملہ عدالت میں ہے۔ اس کو وہیں رسنے دیں۔

جناب اکرم شاہ خان۔ جناب میں اس پر یہ گزارش کروں گا کہ پارلیمنٹ کی sovereignty، آئین کی بالادستی، یہاں پر جناب چیئرمین! ہمارے بہت سے دوستوں نے کہا ہے کہ رولز آف لا، قانون کی بالادستی، پارلیمنٹ کی بالادستی، کیا نہیں ہے۔ آیا قانون کی بالادستی پارلیمنٹ کی supremacy کو رد کرتی ہے؟ جناب چیئرمین! میں پھر آتا ہوں اس بل پر، کہ یہ جو بل لایا گیا ہے یقیناً یہ آئینی ضرورت تھی۔ لیکن جناب چیئرمین! میں پھر ایک دفعہ کہوں گا کہ جو کچھ ہوا اس پارلیمنٹ میں اصل میں، ہمارے لئے قابل فخر ہے۔ جس نے پارلیمنٹ کے سر سے تلوار اتاری ہے۔ جس نے پارلیمنٹ میں ہارس ٹریڈنگ کو روکا ہے جس نے پارلیمنٹ کو اور حکومت کو stability بخشی ہے۔ یہ اس کی دراصل سزا تھی اور جناب چیئرمین! اس بل کے موقع پر یہ کہوں گا کہ ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ پارلیمنٹ کی supremacy کا ہر وقت دفاع کریں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ حائلہ اعلیٰ صاحب۔

حافظ فضل محمد - جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ اس اہم بل پر مجھے کچھ کہنے کا موقع فراہم کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس بل سے بہت سے فوائد وابستہ ہیں۔ ایک نہیں بلکہ کئی فوائد، لیکن افسوس کہ یہ کام اگر کچھ عرصہ پہلے ہوا ہوتا، تو یہ تقریباً ایک دو مہینے سے اضطراب، بے چینی، تذبذب، چیمگوئیاں اور آواہیں جو چل نکلی ہیں، تو ہمیں یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ یقیناً اس بل کی ہم اسٹے بھی حمایت کرتے ہیں کہ اس بل کے حوالے سے ملک کا ایک اہم اتھارٹی اہم ادارہ جو پارلیمنٹ ہے، سینٹ بھی اس کا ایک حصہ ہے، اپنا فرض منصبی ادا کر رہا ہے اور پورا کر رہا ہے۔ چونکہ ہمارا فرض منصبی یہ ہے آئین اور قانون، اس حوالے سے ملک کی جو ضرورت ہے، اداروں کی جو ضرورت ہے، ہمارے افراد کی جو ضرورت ہے، سسٹم کی جو ضرورت ہے، آئین کے حوالے سے وہ پورے کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ خصوصاً چونکہ سپریم کورٹ کی طرف سے بھی اس ضرورت کا اظہار بھی کیا گیا ہے کہ ہمیں ضرورت ہے تو اس حوالے سے مجھے دوسری خوشی اس بات پر ہے کہ ملک کا ایک اتھارٹی اہم ادارہ دوسرے ایک اتھارٹی اہم ادارے کی ایک اتھارٹی بنیادی ضرورت پوری کر رہا ہے تو اس حوالے سے بھی ہم اس بل کی حمایت کرتے ہیں اور میں تو خصوصاً یہ محسوس کر رہا ہوں کہ ہم اپنے فرض منصبی پر ابھی لگ گئے ہیں اور جو ہمارا فرض منصبی ہے اس کام کی طرف ہم آگے بڑھ رہے ہیں کاش کہ یہ پہلے ہوتا اور اس بل کے حوالے سے ایک اور بھی بہت بڑا فائدہ ہوا خصوصاً ہمارے ملک کے وزیر اعظم صاحب کے حوالے سے۔ ان کے بارے میں ایک تاثر جنم لے رہا تھا، ایک ذہنیت بن رہی تھی ایک فکر پورے ملک میں پیدا ہو رہا تھا کہ یہ صاحب یعنی نواز شریف صاحب پورے ملک کے تمام اداروں کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں جس کو ارتکاز اختیارات کہتے ہیں۔

ایک جمہوری ملک میں ایک پارلیمانی ملک میں جس میں پارلیمانی سسٹم ہو یقیناً یہ تمام اختیارات ایک فرد واحد کے ہاتھ میں نہیں ہوا کرتے۔ تو یہ تاثرات اس لئے پیدا ہوئے کہ پہلے دو ترمیم ہم نے آئین میں کردیں۔ صدر صاحب کے جو اختیارات تھے پارلیمنٹ کو ختم کرنے کے وہ ختم کر دیئے گئے پھر اس کے بعد جو چودھویں ترمیم ہارس ٹریڈنگ کے بارے میں تھی۔ تو لوگ یہ تاثر لے رہے تھے کہ اس حوالے سے تو صدر کو بے اختیار کر دیا، دوسری ترمیم کے حوالے سے اپنے تمام ممبروں پر قبضہ جمایا اب اس حوالے سے جو ابھی حالت پیدا ہو رہے ہیں تو آپ ان کو بھی اپنے اختیار میں لانا چاہتے ہیں تو آج اس بل کے حوالے سے یقیناً یہ تاثر

زائل ہو رہا ہے' یہ ختم ہو رہا ہے یہ بات غلط ثابت ہو رہی ہے تو اس حوالے سے بھی اس بل کا ایک بہت بڑا فائدہ ہے جو خصوصاً نواز شریف صاحب اور اس گورنٹ کو پہنچتا ہے۔ تیسرا فائدہ اس کا یہ ہے کہ یہ کافی عرصے سے ہمارے پورے ملک میں یہ حقیقت ہے کہ اس ملک میں جو بھی بحران پیدا ہوتا ہے جس حوالے سے بھی ہو، چاہے انتظامی ہو چاہے قانون کے حوالے سے ہو چاہے آئین کے حوالے سے ہو، امن و امان کے حوالے سے ہو، فرقہ واریت کے حوالے سے ہو، چاہے اچھے اثرات ہوں یا برے، چاہے اچھے حالات ہوں یا برے ہوں، اس سے پاکستان کا ہر ایک فرد متاثر ہوتا ہے چاہے مرد ہو، عورت ہو، یا بچہ ہو، بوڑھا ہو یا امیر ہو، غریب ہو، جوان ہو جس طبقے کا بھی ہو اس سے یہ سب افراد متاثر ہوتے ہیں، یقیناً جو حالات کچھ عرصے سے چلے آ رہے تھے تو ہر فرد ایک انتہائی تذبذب، انتظار، بے چینی کی کیفیت سے، بے سکونی کی کیفیت سے دوچار تھا۔ اب اس بل کے حوالے سے، یقیناً میرا یہ یقین ہے کہ پورے ملک میں سکون کا سانس ہر فرد اپنی جگہ پر لے رہا ہے تو اس حوالے سے ہم اس بل کی حمایت کرتے ہیں کہ ہم آج ایک اہم ادارے کی ضرورت کو پورا کر رہے ہیں اور ان کو ایک تقویت دے رہے ہیں۔ ان کی جو ضرورت پوری ہوتی ہے یقیناً ان کو ایک تقویت پہنچ جاتی ہے۔ وہ بھی ہمارے ملک کا ادارہ ہے اور یہ قانون یہ آئین یہ نہیں ہے کہ یہ اس موجودہ حکومت کے لئے یا اس کے محاذ کے لئے بن رہا ہے یا اس کے خلاف بن رہا ہے۔ یہ تو قانون ہے، بتاتا ہے تو ہر ایک اس سے فائدہ بھی اٹھاتا ہے اور اگر کہیں کہیں نقصان ہو۔ میں مانتا ہوں کہ شاید نواز شریف صاحب نے مسلم لیگ کی گورنٹ اور ان کے افراد اور ان کی قیادت نے ایک تلخ گھونٹ پی لیا ہو گا لیکن اس قسم کے تلخ گھونٹ، جو لوگ ملک چلا رہے ہیں ملکی نظام اور اقتدار ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے نظام چلانے والے ہوتے ہیں اس قسم کے کئی تلخ حالات آتے ہیں۔

آخر میں، میں آپ کا بھی اور آپ کے ساتھیوں کا بھی جنہوں نے ان حالات کو سنبھالنے میں جو کردار ادا کیا ہم تہ دل سے شکر گزار ہیں اور بلکہ ہمارا بھی یہ مشن تھا کہ ہم آخری دم تک، ہمارا یہ ارادہ تھا خصوصاً اپنی جماعت کے حوالے سے میں کہہ رہا ہوں کہ یہی مشن ہم لے کر آئے تھے کہ ان کے درمیان جہاں تک ہو سکے ہم مصالحت کرائیں۔ اداروں کے درمیان تصادم کسی بھی صورت میں کسی کے بھی حق میں نہیں ہے۔ جہاں تک ایک دوسرے پر الزامات ہیں وہ ان کا کام ہے۔ تاریخ کے حوالے سے دونوں کے بھرے صاف شفاف اور صاف تو نہیں ہیں

دونوں کے کچھ ایسے کردار ہیں کہ یقیناً اس پر گرفت کیا جا سکتا ہے لیکن جہاں تک اس بل کا تعلق ہے یہ اتھارٹی اچھا بل ہے اور اس بل سے بہت سے اچھے فوائد اس ملک کے پارلیمنٹ اور ہمارے اداروں کو ہماری گورنمنٹ کو سب کو پہنچتے ہیں ہم اس کی پر زور حمایت کرتے ہیں بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ جناب قاضی محمد انور صاحب، جناب ایاس بلور صاحب آپ فیصد کر لیں کہ آپ میں سے اے این پی کی طرف سے کون بولے گا۔ میں صرف ایک نمائندہ کو بولنے کی اجازت دوں گا۔ جناب بشیر احمد منہ صاحب آپ کی پارٹی کی طرف سے کون بولے گا۔ جی ڈاکٹر عبدالحئی صاحب۔

(مداخلت)

قاضی محمد انور۔ جناب! میں بولوں گا۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب ڈاکٹر عبدالحئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ بعد از خرابی بسیار ہماری حکمران پارٹی نے ہوش کے ناخن لے اور بڑے دکھ سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ملک کے اندر جمہوریت کے نام پر آنے والے لوگ بالخصوص یہ دو بڑی پارٹیاں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ پارٹی۔ ان دونوں میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ ان دونوں کی ہمارے لئے پالیسیاں، قول، ان کے کھیل میں اتنا بڑا تضاد ہے۔ یہ ملک کے اندر صرف شخصی حکمرانی چاہتے ہیں، فرد کی حکمرانی چاہتے ہیں۔ یہ پارٹیوں کو بھی ربرسٹپ کے طور پر استعمال کرتے ہیں، پارلیمنٹ کو بھی چاہتے ہیں کہ ربرسٹپ کے طور پر استعمال کریں۔ یہ مگر مجھ کے آنسو بہاتے ہیں۔ حقیقت میں ان کے پاس جمہوری قدروں کا کوئی احساس نہیں ہے۔ اگر پارٹی سسٹم ہوتا، پارلیمانی پارٹی سسٹم ہوتا، اجتماعی قیادت ہوتی تو شاید اس ملک کے چودہ کروڑ عوام کو یہ اضطراب کے دن نہ دیکھنے پڑتے۔ شخصی حکومت شخصی مزاج ہے۔ اب پھر ایک عجیب سی بات ہے جو کہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اپنی قوت کا بھی کم احساس کرتے ہیں۔ یہ سیاست دان ہیں، میں حیران ہوں۔ میں ایک ادنیٰ کارکن ہوں اور یہ لیڈر ہیں۔ ان کو اپنی قوت کا بھی احساس نہیں ہے۔ معلوم نہیں کس غلط فہمی میں آ جاتے ہیں کہ ہم اتنے بڑے طاقتور ہیں۔ کوئی بھاری منڈیٹ کے نشے میں ہے، کوئی عوام کی

مقبولیت کے نشے میں ہے۔ یہ سب کچھ ہماری سمجھ سے بالا تر ہے۔ خدا کے بندے یہ سب سمجھوتے سے آتے ہیں، جس طریقے سے آتے ہو یا جس طریقے سے گول مول کر کے آتے ہو تو بابا اس طریقے سے چلو۔ کسی بھی طریقے سے چلو۔ یہاں تو آپ بڑی دھواں دار تقریریں کریں۔ آپ کو تو اس ملک کے عوام جانتے ہیں، سب سیاسی کارکن جانتے ہیں۔ آپ اداروں کا کوئی احترام نہیں کرتے ہیں۔ اگر آپ احترام کرتے تو آپ سب سے زیادہ پارلیمنٹ کو تقویت دیتے۔ کس نے اداروں کا احترام کیا۔ کسی بھی حکمران نے اداروں کا احترام نہیں کیا۔ ان میں ایک ممانعت ہے کہ جب بھی حکومت میں آؤ۔ اپنا شخصی طریقہ کار چلاؤ۔ اپنے آپ کو ابھارو۔ اپنی شخصیت کو بناؤ اور اپنے ارد گرد جو بے مراد خوشامدی ہیں ان کو اکٹھے کرو۔ یہ یہاں پر ایک عمومی مزاج ہے۔ اسی وجہ سے ملک کے چودہ کروڑ عوام بھگت رہے ہیں۔ ابھی آپ دیکھیں کہ یہاں پیپلز پارٹی والوں نے کتنی خوبصورت تقریریں کی ہیں کہ جمہوریت اور پارلیمنٹ کی بالا دستی۔ خدا کے بندے جب آپ اقدار میں تھے تو آپ کو اتنی بھی جرات نہیں ہوئی کہ آپ اپنے لیڈر سے منواتے کہ جناب چیئرمین سینٹ کی رونگ کا احترام کرو، جناب اسپیکر کی رونگ کا احترام کرو۔ تب مزہ آتا۔ جب آپ ایوزیشن میں ہوتے ہو تو جوڈیشری کے لئے بہت بے چین، بہت پریشان ہوتے ہو۔ بھئی اگر آپ جوڈیشری کی وجہ سے پریشان ہیں تو 20-3-1996 کا فیصلہ آپ ہی کی وجہ سے ہوا۔ بھئی اگر آپ اس وقت جوڈیشری کا خیال رکھتے، اداروں کا احترام کرتے، پارلیمنٹ کو ربر سٹمپ کے طور پر استعمال نہ کرتے، پارلیمانی پارٹی کا بھی پوچھتے۔ پارلیمانی پارٹی سبم بُکم بس بیٹھے ہیں۔ بھئی اس طرح سے پارلیمانی نظام نہیں چلتا اور بالکل وہی کام مسلم لیگ والے کر رہے ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کسی نے بھی سبق نہیں سیکھا۔ یہ دوسری بار اقدار میں آ رہے ہیں اور وہ بھی دو بار اقدار میں آئے تھے۔ ان کا طریقہ کار ایک ہی ہے۔ وہ ذرا سیانے نیکے کہ انہوں نے دو سال کے بعد جوڈیشری کے ساتھ جھگڑا مول لیا اور انہوں نے چھ ماہ بعد ہی لے لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ سیاست کرتی رہی ہے۔ وہ ذرا سمجھدار نہ تھی۔ یہ چھ ماہ میں ہی اڑ گئے۔ ان کو بھاری منڈیٹ ہی لے گیا۔ بھئی بھاری منڈیٹ اٹھارہ فیصد کیا ہے۔ اب بھر سب سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ آپ جب ایوزیشن میں ہوتے ہیں تو یہ قوم گواہ ہے کہ آپ جوڈیشری کی تعریف کرتے تھکتے نہیں ہیں، صبح و شام آپ کا جوڈیشری ہوتا ہے۔ اس لئے کہ آپ کی ضرورت ہے اور آپ ایک دوسرے کو رگڑا دیتے ہیں، آپ انتظامی کارروائیاں کرتے ہیں، آپ پیسے لوٹتے ہیں، آپ

گڑبڑ کرتے ہیں، آپ دوت جمع کرتے ہیں، آپ بیرون ممالک پیہہ منتقل کرتے ہیں تو پھر آپ کو ایک دوسرے کی مدد کی ضرورت ہے۔ آپ جوڈیشری کی تعریف میں گئے ہوئے ہیں لیکن اتنی قدریں مشترک ہیں جب گورنٹ میں آتے ہیں تو آپ کو Judiciary بحول جاتی ہے، ادارے بحول جاتے ہیں، پارلیمنٹ بحول جاتی ہے۔ یہ کمال کی بات ہے چیرمین صاحب، ذرا آپ غور سے سنیں، ہمارے ان حکمرانوں کو پارلیمنٹ صرف اس وقت یاد آتی ہے جب ان کو elect کرنے کی ضرورت ہو، ان کو ایک دفعہ بس ہاؤس کا لیڈر بناؤ، اس کے بعد پارلیمنٹ کو کوئی نہیں پوچھتا۔ ایک اُس وقت ان کو پارلیمنٹ یاد آتی ہے دوسرا اس وقت جب ان کی مشکلات میں اضافہ ہو، پھر یہ بھاگتے ہیں کہ آؤ جی اب پارلیمنٹ کی sovereignty ہمیں بہت عزیز ہے۔ باقی دنوں میں یاد نہیں آتا کہ بھئی پارلیمنٹ بھی کوئی چیز ہے۔ پارلیمنٹ بھی قانون ساز ادارہ ہے۔ اس کی بھی اہمیت ہے۔ وہ چودہ کروڑ عوام کی نمائندہ قوت ہے، اس وقت یاد نہیں آتا۔ جب یہ ادھر ادھر سے کھیلنے ہو جاتے ہیں، کمزور ہو جاتے ہیں، ان کے ہاتھ ڈھیلے ہو جاتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ ہماری مدد کرے۔ تو پارلیمنٹ تو مدد کرتی ہے۔ مگر خدا را جب پارلیمنٹ کے ذریعے آپ منتخب ہوتے ہیں کیا کبھی آپ نے اس پارلیمنٹ کا احترام کیا، کیا اس پارلیمنٹ کو کبھی قانون سازی یا آئینی ترامیم کے حوالے سے، پارلیمنٹ کے طور پر deal کیا، آپ اتنی جلدی میں ہوتے ہیں کہ آؤ بھئی جلدی پاس کرو۔ ابھی تو ایسی صورتحال آگئی کہ ہم حیران ہیں کہ ایک دن میں اجلاس بلائے ہیں۔ پتا ہی نہیں چلتا ہے، بھئی ہفتہ چیلے بولو، دس دن پہلے بولو۔ بس ایمرجنسی ہے، ایمرجنسی ہے۔ بھئی کیا ایمرجنسی ہے، صرف محادثات ہیں، صرف خود غرضی ہے، کوئی سچائی نہیں ہے، کوئی خلوص نہیں ہے، عوامی مسائل پر کوئی توجہ نہیں ہے، اداروں کا کوئی احترام نہیں ہے۔ ایک ادارے کا بھی احترام نہیں کرتے۔ دیکھیں حکمران پارٹی جو بھی آتی ہے اس کی کمزوری یہ ہے کہ وہ پریس سے لڑتی ہے، پریس کی آزادی کے خلاف ہے، عدلیہ کی آزادی کے خلاف ہے، چودہ کروڑ عوام کے محادثات کے خلاف ہے۔ وہ نہیں چاہتے ہیں کہ ملک کے عوام خوشحال ہوں، لوگوں کو روٹی ملے، کپڑا ملے، مکان ملے، عزت ملے، rule of law ہو، قانون کی بلادستی ہو اور وسائل کی منصفانہ تقسیم ہو۔ یہ نہیں چاہتے، نہ سرمایہ دار چاہتا ہے نہ جاگیردار چاہتا ہے۔ میں اس بات سے حیران ہوا، مجھے توقع تھی سرمایہ دار لیڈر کچھ زیادہ بہتر ہوگا، وہ تو کہتا ہے کہ میں اس سے بھی زیادہ اقتدار کا مرکز بنوں۔ بھئی اقتدار کے مرکز اس طرح سے آپ نہیں بن سکتے۔ اقتدار

کے مرکز آپ اس وقت نہیں گئے جب آپ عوام کی خدمت کریں گے۔ جو لوگوں کے مسائل ہیں ان کو تو آپ redress نہیں کرتے ہیں۔ لوگ بیروزگار ہیں آپ مگر مجھ کے آنسو روتے ہیں۔ ابھی تو آپ نے نکالنا شروع کر دیا ہے، گولڈن ہینڈ شیک کے علاوہ زور ہینڈ شیک بھی ہے۔ ایک گولڈن ہینڈ شیک ہے دوسرا زور ہینڈ شیک ہے، چلو بھئی چلو بھئی کرو۔ نوجوان نسل کو آپ دیوار سے ٹکرا رہے ہیں، کہاں جائیں، آپ کہتے ہیں corruption ہے، آپ کہتے ہیں law and order کا مسئلہ ہے، کیسے یہ law and order ٹھیک ہو گا۔ جس ملک کے اندر پڑے گئے لاکھوں نوجوانوں کو آپ دھکیلتے ہیں، دیوار کے ساتھ ٹکراتے ہیں۔ اور آپ کہتے ہیں کہ law and order ہو، قانون کی بالا دستی ہو۔ آپ عدلیہ کو با اختیار کیوں نہیں بناتے ہیں، آپ کیوں مالیاتی اختیارات نہیں دیتے ہیں۔ جناب والا! یہ انسداد دہشت گردی آپ کو کام نہیں دے گا، آپ law investigating agencies کو اختیارات بے پناہ دیتے ہیں مگر ان کو سولتیں کچھ بھی نہیں ہیں۔ تنخواہ دو ہزار مگر ڈاکٹر حنی کو بھی قتل کے کیس میں ڈالنے کا اختیار ہے۔ شاید آپ کو پتا ہو یا نہ ہو۔ تو جناب والا! میں یہ عرض کرتا چلوں کہ یہ crises حکمران طبقہ خود پیدا کرتا ہے، مسائل میں اضافہ کرتا ہے اور عوام کے جو اصل مسائل ہیں ان کو حل کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ اب اس پر آئیں کہ ان ساری وجوہات کی بناء پر سولہ ہونے چاہئیں کہ سترہ ہونے چاہئیں یا اٹھارہ ہونے چاہئیں۔

ڈاکٹر عبدالحی بلوچ۔ دیکھیں جناب میں تو کہتا ہوں کہ جیسے 73ء کے آئین میں دیا گیا تھا، اس کو بہت پہلے ہو جانا چاہیئے تھا۔ بالکل ہو جانا چاہیئے۔ میں تو قانون دان نہیں ہوں۔

جناب چیئرمین۔ آج آپ نے بڑی دل کی باتیں کی ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحی بلوچ۔ ہاں جناب میں تو سیدھی بات کرتا ہوں۔ میں قانون دان نہیں ہوں۔ جو قانون دانوں نے کیا ہے وہ ٹھیک ہے۔ مگر عدالت میں حکمران پارٹی سے کہتا ہوں کہ بابا اب ہم پر مزید تجربات نہ کرو۔ مزید تجربات کا یہ ملک متحمل نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ کو اپنا وقار بڑھانا ہے تو good governance کرو، اچھی حکمرانی کرو، خود بھی قانون کے پابند رہو شہری بھی قانون کے پابند ہوں، خود بھی بنکوں کی دولت واپس کرو تا کہ عوام آپ کی نیک نیتی کو سمجھیں۔ عوام کی بات کرو لوگوں کی بات کرو۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جناب اب کافی ہو گیا۔ جی جناب آفتاب شیخ صاحب۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Mr. Chairman, this is totally non controversial. We have seen in the Lower House that the Opposition did not oppose this Bill. But with saying all this, the way they have spoken here, I have just had this impression that they just wanted to earn political mileage using this House and this floor. A lot has been said against the Law Minister and in fact, I would not say but I must record my protest that this should not have been so. This is not the forum for settling scores between yourself. This is not the place, if you have any disagreement you can settle it outside this forum. Here sir, it is a simple Bill. The objects and the reasons of the Bill are enumerated in the Bill itself. It says Article 176 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan provides that the Supreme Court of Pakistan shall consist of a Chief Justice and so many other judges as may be determined by the Act of Majlis-e-Shoora (Parliament). Until now, the number of judges has not been determined by the Act of Majlis-e-Shoora (Parliament), as it is fixed at the discretion of the government. It is appropriate that the said number be determined as 16 excluding the Chief Justice by Act of Majlis-e-Shoora (Parliament). That is the Bill. That is the object and that is the reason for introducing a Bill of this nature. Mr. Chairman, I have to go back in the past and I will have to state that all those who were speaking at the highest pitch of their voice and all those who wanted to earn political mileage here and all those forces who want to criticise the government should first look as to what they had done in the past.

I will refer you Mr. Chairman to Article 265 of the Constitution which says that the Constitution shall come into force from 14th of August, 1973 and it

was their period. From 14th of August 1973 upto 5th of July, 1977 they remained in power and Article 176 was part of the Constitution. And thereafter, the second lease of life that they got for 18 months which government of theirs was dismissed by President Ishaque. So, they got end the period. And the third period, say about three years which government was again dismissed by their own appointed President Mr. Leghari, that was on 5th of November, 1996. Now, they had three spans that they have ruled and they used to say,

کہ جمہوریت ہماری سیاست ہے اور طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں اور اسلام ہمارا دین ہے اور دستور پر عملدرآمد

that was the claim, claim advanced at the top of their voices. But during all these three spans in which they came into power, Mr. Chairman, at no time they thought that it is mandated by the Constitution that the number of the judges should be fixed by virtue of Article 176 of the Constitution. Mr. Chairman, I am really surprised that what Mian Nawaz Sharif is doing today, he is just doing what has been mandated by the Constitution. He is just doing a constitutional duty, though late, but it has been done. At least, if you were not aware as to how this duty is to be done, you should have learned from the Indian constitution where Mr. Chairman I will just quote, for you Article 124 of the Indian Constitution and under that particular Article the Indian government brought the first number of judges at as far back as 1960 because originally, in their constitution, the number of judges was 7 plus one. So, in the year 1960, they raised it from 7 to 13 plus one. Then, Mr. Chairman in the year 1977 they amended that act and they raised this number from 13 to 17 and then in 1986 again they raised the number from 13 to 25. So, three times they have passed amendment and so far as Muslim League Government is concerned Mr. Chairman, not only that they have brought this Bill today, now they

have complied with the Constitutional requirement but as Mr. Bhinder put it we had attempted even in the past also. Mr. Rabbani has not been able to reply to his arguments because we did that, we did introduce a Bill which you got defeated and now at the top of your voice you stand up and you talk everything except Article 176. You have talked about everything but not about Article 176. Have we done something which is wrong, why are you earning political mileage here? If you want to earn political mileage, if you want to criticise the government, you have got so many forums available to you. This is a simple Bill, this is a normal Bill, this is a Bill which only mandates that you should perform your duty and the duty that you to determine the number of the judges in the Supreme Court and that is what we are doing here. It should not be opposed, we are not opposing it, we are in favour of the Bill, sir. Mr. Chairman, I am thankful to you.

Mr. Chairman: Qazi Anwar Sahib.

Qazi Muhammad Anwar: Mr. Chairman, ANP supports this Bill and supports for the reason that it is the mandate of the Constitution. It is the mandate of Article 176 of the Constitution which says that "Supreme Court shall consist of a Chief Justice and such number of the judges that may be determined by an act of Parliament".

Mr. Chairman, there is difference between the word 'determine' and 'fix'. It involves an exercise of determination and that is evident from Article 124 of the Constitution. Just put it in juxtaposition and you will find that initially from 7 they started and this exercise the Parliament has been doing from time to time. With the workload of the judiciary, there was the workload on the judiciary, the backlog, the judiciary used to communicate it to the Parliament and the Parliament used to take

into consideration the volume of the backlog and the Parliament from time to time, now it is 24 judges and one Chief Justice that makes them 25, this is the latest with an exercise right from year 60 it is going on. Unfortunately, we did not discharge this Constitutional duty. We did not fix the number and the number went upto 17 which we now are protecting. I would say this protects the number which was the last number. By this Act of the Parliament we are protecting the number. This will not be the last exercise of the Parliament. The Parliament may from time to time, the Indian Constitution has one additional provision that the Parliament can determine the number of the judges but in so doing shall not reduce them. There it can only be increased, it cannot be reduced. Here too because with the human society the disputes, the problems the adjudication process because the Supreme Court adjudicates a dispute at an appex level. It is the Appex Court for which you are today determining the strength. So you keep in view the pendency of the civil appeals, the criminal appeals, the Constitutional petitions and also the petition you take the courts from this side whether it is from the opposition or from the treasury benches - whosoever is in opposition mostly they go to the courts and in the third world the judiciary also discharges the functions of the opposition sometimes because we don't have an organized opposition in the third world. So, sometimes the judiciary has to discharge even their additional functions and care has to be taken that the judiciary has to be strengthened and it has to be within the framework of Article 2(a) of the Constitution, we protect that - independent judiciary. It is an organ of the State and there is no question who is superior and who is inferior. This device was used in the recent past that superiority of an organ. No organ of the Constitution is superior to each other. They are the equal organs, the Parliament, the Judiciary, the Executive, they have to play their role within their

domain, within their parameters fixed by the Constitution and none is to trespass in the domain of the others. We ANP, as a party which has always been for the upholding the Constitution, the Rule of Law. We support this Bill. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Zafar sahib.

Mr. Mohammad Zafar: *Bissmullah-ir-Rehman-ir-Raheem*. I am grateful to you, Mr. Chairman, for giving me this opportunity. Speaking on behalf of JWP, sir, I and my party support this Bill. Sir, enough has been said on the political side, I would refrain myself from touching any political issue. What is being done today, sir, as a matter of fact, should have been done on 14th of August, 1973 when this Constitution was enforced and if that had not been done, these years should not have been allowed to be wasted and if that had been done, sir, these few couple of months, 70 days, to be precise, would not have come in the history, agonising the nation and causing this torture through which the nation went.

Now, sir, what is being done today, is just in obedience to the Constitution. And I see, sir, you are looking at the watch, I have left with very short time, I will not take much of your time, sir, I will try to be as brief as possible. Now, sir, I would say that what is being done today is nothing but is an act in obedience to the command of the Constitution. What is being done today is that the Constitution is being enforced and for this the credit goes to the present Government, sir, and I congratulate them. Thank you, sir.

جناب چیئرمین، شکریہ جناب کسی پارٹی کی ناتدگی تو نہیں رہ گئی۔ میرے خیال میں اگر وقت ہے تو پھر دو منٹ آپ لے لیں۔ ڈاکٹر بلیدی صاحب۔ صرف دو منٹ بات کرنی ہے۔
ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی، شکریہ جناب چیئرمین، آپ نے مجھے اس بل پر بولنے کا

موقعہ دیا تو میں سب سے پہلے چیف جسٹس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے نواز شریف کو مجبور کیا اور اس مرحلے پر نواز شریف صاحب نے تمام ممبروں کو یاد کیا۔ اس کے علاوہ بیچارے ممبر پھرتے رستے تھے اور وہ ملاقات ہی نہیں کرتے تھے۔ اگر ایسے مراحل جب آتے ہیں تو پھر وہ ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہ ممبر کہاں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ یہ سمجھیں کہ شاید مجھے یہ ممبر کام آجائے تو وہ ہر وقت ممبروں کو یاد کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں قیمتی سے اس ملک کے لئے کوئی نہیں سوچتا کہ ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ جب یہ پارٹی اقتدار میں ہوتی ہے تو اس پر الزام لگاتی ہے جب وہ اپوزیشن میں ہوتی ہے تو وہ اپنے آپ کو ایماندار شو کرتے ہیں۔ تو آپ یہ دیکھیں کہ بھاری مینڈیٹ کے باوجود بھی ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر نہیں ہے، لوگ پریشان ہیں، مایوس ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ عمران پارٹی ہوش کا ناشن لے کر ابھی بھاری مینڈیٹ کا قائدہ اٹھا کر جو عوامی مسائل ہیں ان کو لیں۔ ہم تو اس بل کی حمایت ضرور کرتے ہیں چونکہ یہ ایک اچھا اقدام ہے دیر آید، درست آید۔ وزیر اعظم نے اور آپ نے جو رول ادا کیا ہم آپ کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ابھی بھی جو دیر سے ہوا وہ صحیح ہوا۔ لہذا اللہ تعالیٰ اس ملک میں جمہوریت کو مستحکم کرے اور عمران پارٹی کو بھی اللہ تعالیٰ جمہوریت کو مستحکم کرنے کی توفیق دے۔

جناب چیئرمین : حسین شاہ راشدی صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی : جناب چیئرمین اس بل پر مجھے کافی کچھ بولنا تھا لیکن میرے لیڈران نے جو بات کی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ آپ مجھے کچھ زیادہ بولنے کی اجازت بھی دیں گے۔ ایک چیز تو میں اس ہاؤس کے ذہن میں لانا چاہتا ہوں کہ سیکشن ۲ جو بل کا ہے اس میں ایک تضاد ہے۔ تضاد یہ ہے کہ اس کا جو عنوان ہے یا caption ہے وہ کہتا ہے کہ maximum number of Supreme Court Judges other than Chief Justice اور نیچے جو ہے وہ تضاد یہ ہے کہ جی the number of Judges of the Supreme Court of Pakistan other than the Chief Justice shall be sixteen

جناب چیئرمین۔ یعنی maximum ہونا چاہیے تھا۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ نہ جناب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ لفظ maximum ہٹ

جانا چاہیے تھا کیونکہ maximum سے نقب زنی کی راہ کھلی رہے گی۔ میری گزارش یہ تھی کہ یہ maximum لفظ اڑا کے اور اس میں کہہ دیا جاتا کہ number of judges کیونکہ Constitution میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ maximum judges ہوں گے۔ انہوں نے ایک fix تعداد مقرر کی ہے اور آگے چل کر یہ نہ ہو کہ جو قانون کی بال کی کھال اتارتے ہیں۔ وہ اٹھ کے اور یہ کہیں کہ صاحب اس میں caption میں maximum number لکھا ہے۔

جناب چیئرمین۔ اگر ساری چیز کی وضاحت کر دی جائے تو وکیل کیا کریں گے۔ ان کا کام بھی تو چلانا ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ جناب ان کا کام تو چلانا ہے مگر ایسے وکلاء کے ہاتھ میں تو نہ آجائے کہ judiciary سے تصادم ہو جائے۔ میں اس سے بچنا چاہتا ہوں ورنہ جو ہوشمند ہے وہ تو کبھی بھی judiciary کے خلاف نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب point of order۔

Mr. Jamiluddin Aali: Maximum number of Supreme Court Judges other than Chief Justice becomes a substantive part...

(interruption)

جناب چیئرمین۔ نہیں، نہیں it is not for me to go into یہ عدالت میں بحث ہو گی پھر دیکھا جائے گا۔

جناب جمیل الدین علی۔ یہاں نمبر لکھا گیا ہے۔ جناب متن میں نمبر آ رہا ہے۔

جناب چیئرمین۔ اگر میں نے وضاحت کر دی تو کل اس پہ غلط فہمی ہو گی کہ جی

چیئرمین نے یہ ruling دی ہے۔ on this question

جناب جمیل الدین علی۔ جناب آپ کی ruling چاہیے۔

Mr. Chairman: On these items I will not give a ruling

جناب حسین شاہ راشدی۔ علی صاحب کی اطلاع کے لئے گزارش یہ ہے کہ title سے اس کے متن کا عندیہ ملتا ہے تو اس لئے اگر وہ title بھی متن سے مطابقت رکھتا ہو تو

اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

Mr. Chairman: There are matters on, its not for me to give a ruling on

this.

جناب حسین شاہ راشدی۔ جناب چیئرمین! کسی بھی بل یا کسی بھی قانون پر بحث کرتے ہوئے یا اس کو منظور کرنے کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ اس کے پیچھے جو نیت کارفرما ہے وہ کیا ہے۔ اس وقت تو پارلیمنٹ کی بالادستی کا بہت چرچا ہو رہا ہے۔ اس وقت حکومت نے judiciary سے چوٹ کھائی ہوئی ہے اور حکومت کی تمام تر کوشش یہ تھی کہ اس معزز ایوان پارلیمنٹ کو judiciary کے ساتھ تصادم کرایا جائے جب اس میں آپ کی دانائی سے اور آپ کی کاوش سے جب یہ معاملہ بٹا ہے تو ان کو یہ بل یاد آیا ہے۔

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ جناب میں گزارش یہ کروں کہ ہم بہت خوش ہیں کہ جس خوش اسلوبی سے یہ معاملہ طے ہو گیا ہے۔ مگر اس چیز کا بھی ضرور ازالہ ہونا چاہیے۔ کچھ قدم ان لوگوں پر بھی اٹھنا چاہیے کہ جنہوں نے اس حکومت کو judiciary کے ساتھ تصادم کروایا جس نے غلط رائے دے کر اور ہمارے وزیر اعظم صاحب کو باوجود اتنے بھاری mandate کے جو ہے مجبور کیا کہ حکومت کو یہ باور نہیں کرنا چاہیے کہ ان کے پاس بھاری mandate ہے۔ گزارش یہ ہے کہ بھاری mandate سے عقل نہیں ملتی، بھاری mandate سے آپ کو حکومت میں آنے کا ایک جواز ضرور پیدا ہوتا ہے مگر حکومت چلتی ہے ممبر سے، متانت سے، ماضی کے واقعات کو نظر میں رکھنے سے۔ ہر وقت mandate کا چرچا ہے۔ اس ملک میں mandate کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ یہی mandate نواز شریف صاحب کو گزشتہ tenure میں بھی تھا اور جس کے بل بوتے پر وہ ٹیلیویشن پر آنے لگے تھے کہ میں dictation نہیں لوں گا، یہ نہیں کروں گا، وہی شخص کچھ عرصے کے بعد خود پارلیمنٹ توڑ کر چلے گئے۔ لہذا، آپ براہ کرم mandate جو آپ کے سر پر ہیروئن کے نشے کی طرح چڑھ گیا ہے آپ اس سے بچیں اور جو بھی چیز کرنی ہو وہ Constitution کے مطابق کریں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ اور اس جانب سے کون ہے۔ جی جناب خالد انور صاحب۔

Mr. Khalid Anwar: I just want for purposes of the record to make one clarification sir, before I do that I want to thank all the members of the House, the leaders of the parties, Senator Raza Rabbani for the support they have given to this bill sir.

Before I do that, I want to thank all the Members of the House, the Leaders of the Parties and Senator Raza Rabbani for the support that they have given to this Bill sir. It is very happy augury that the entire House is united and the need for this Bill, the terms of this Bill and the doubts expressed regarding the alleged conflict, I think, are totally imaginary. Title, I think, it is tried proposition of law, sub title never influences the substantive provision of law. It can only be resorted to, in case there is ambiguity. In this case there is, in fact, no ambiguity. It is fixed at seventeen. But there can be circumstances, in fact, there will inevitably be circumstances in which there will be a temporary vacancy from time to time, and the title therefore, simply refers to this in parts, nothing turns on this. Secondly sir, the suggestion made was that under Article 190 of the Constitution, some directives have been issued by the President of Pakistan. This suggestion has been repeated in the newspapers and I think, it has been repeated for more than one time. I want to state absolutely categorically on the floor of the House that no such directive has ever been issued. The President of Pakistan is conscious of his constitutional duties, powers and responsibilities. He has categorically made it clear on every possible occasion that he has no intention of departing from his constitutional powers and the rumour and speculation which has appeared in the press is totally baseless, I want to state this with all the emphasis at my command.

Finally sir, I intended to say something that I find that the Leader of the Opposition has prudently fled from the floor of the House. I wanted to remind him of his arguments repeated ad nauseam for the period of one full year. During the case, the judges case culminating in the judgement dated 20th of March, carrying forward until the judges appointments are made on 13th of September carrying still forward during the time of this hearing of the Benazir Bhutto case. It seems he suffers from selective amnesia that is his prerogative, that is his privilege, I say nothing about that at this point of time sir. I don't want to end on a controversial note sir. I want once again to thank all the Members of this House and I finally move sir:

I beg to move that the Bill to determine the number of Judges with the Supreme Court of Pakistan, [The Supreme Court (Number of Judges) Bill, 1997], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Khalid Anwar, Minister for Law, Justice and Human Rights that the Bill to determine the number of Judges of the Supreme Court [The Supreme Court (Number of Judges) Bill, 1997], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The Motion was adopted)

Mr. Chairman: The question is that Clause 2 forms part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 2 forms part of the Bill. The question is that Clause 1 which is Short Title and Commencement and the Preamble do form part of the Bill?

(The Motion was carried).

Mr. Chairman: Clause 1 and Preamble forms part of the Bill. Item No.4.

Mr. Khalid Anwar: I beg to move that the Bill to determine the number of Judges of the Supreme Court of Pakistan [The Supreme Court (Number of Judges) Bill, 1997], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Khalid Anwar, Minister for Law, Justice and Human Rights that the Bill to determine the number of Judges of the Supreme Court [The Supreme Court (Number of Judges) Bill, 1997], be passed.

(The Motion was carried)

Mr. Chairman: What is the next Item.

کسی نے کوئی بات کرنی ہے۔ اب وقت ہے if there is anything which anybody wouldlike to say.

جناب منٹار محمد۔ جناب والا! یہاں پر خود آپ نے اور لیڈر صاحبان نے بات کی ہے کہ ہمیشہ وقت لیڈروں کو ملتا ہے۔ لیڈروں کو تو ٹیلی ویژن، پریس، سٹیج، سب مہیا ہیں۔ کبھی کبھی آپ ہم غریبوں 'workers and followers' پر بھی نگاہ رکھا کریں۔ اور فلور دیا کریں۔

جناب چیئرمین۔ آپ کوئی بل لے آئیں۔ Gharib right of representation bill in parliament پھر اس پر غور کرتے ہیں۔ majority opinion کو مد نظر رکھتے ہوئے۔

We will have Monday as an off day, so the House will meet again on Tuesday at 10.a.m.

(The House was then adjourned to meet again on Tuesday at ten of the clock in the morning).
